رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۳۵

الفضل

قادیان

اللہ اکبر

ہفتہ میں تین بار

ایڈیٹر: غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

قیمت فی پرچہ ۱؎

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ۱۱؎

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۳؎

نمبر ۱۰۲	مورخہ ۲۱ ذیقعدہ ۱۳۵۳ھ	یوم سہ شنبہ	مطابق ۲۶ فروری ۱۹۳۵ء	جلد ۲۲

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

صادق کی روز افزوں ترقی ہوتی ہے

"صادق بچایا جاتا۔ اور اس کی روز افزوں ترقی کی جاتی ہے۔ خدا کا ہاتھ اسے بچاتا اور اس کو شاداب و سرسبز کرتا ہے۔ خدا کی غیرت نہیں چاہتی کہ کاذب کو بھی اس معجزہ میں شریک کرے اسی واسطے اس کی طرف سے دنیا کے دلوں کو بے پروا کر دیتا ہے۔ گویا اس جھوٹے کی کسی کو پروا نہیں ہوتی اس کا وجود دلوں کو تحریک نہیں دے سکتا۔ مگر برخلاف اس کے صادق کا وجود تباہ ہونے والے دلوں کو بے قرار اور بے چین کر کے ایک رنگ میں ایک طرح سے خبر دیتا ہے۔ اور اُن کے دل بے قرار ہوتے ہیں کیونکہ دل اندر ہی اندر جانتے ہیں کہ یہ شخص ہمارا کاروبار تباہ کرنے آیا ہے۔ اس واسطے نہایت اضطراب کی وجہ سے اُس کے ہلاک کرنے کو اپنے تمام ہتھیاروں سے دوڑتے ہیں۔ مگر اس کا خُدا خود محافظ ہوتا ہے"

(الحکم ۱۰ مارچ ۱۹۰۲ء)

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں خیر و عافیت ہے

بڑی خوشی سے لکھا جاتا ہے کہ جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوت و تبلیغ نے خدا کے فضل سے ایک لمبی اور سخت تکلیف دہ بیماری سے صحتیاب ہو کر ۲۴ فروری سے اپنے صیغہ کا چارج لے لیا ہے۔

نصرت گرلز ہائی سکول قادیان کے نصاب دینیات کے متعلق حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے گزشتہ مجلس مشاورت کے موقعہ پر جو کمیٹی مقرر فرمائی تھی۔ اس کی رپورٹ پر حضور نے اپنا فیصلہ صادر فرما دیا ہے۔ جو نظارت تعلیم و تربیت کی طرف سے چھپوایا جا رہا ہے اور انشاء اللہ ابتدائے تعلیمی سال سے اس پر عمل کیا جانے لگا۔

نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے ۲۳ فروری مولوی عبد الرحمٰن صاحب ملتانی کو ہوشیار پور اور حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی کو کوٹ رحمت خان ضلع شیخوپورہ بھیجا گیا۔

سادہ خوراک کے متعلق احمدیانِ صوبہ بہار کے استفسار کا جواب

بعض احمدیانِ صوبہ بہار واڑیسہ جنہوں نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی تحریک پر سادہ زندگی اختیار کرنے کا عہد کیا ہے۔ استفسار کیا۔ کہ اس علاقہ کی پتلی دال جسے چاولوں کو نرم کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ کیا وُہ چاولوں کے ساتھ ہی سمجھی جائے گی۔ یا الگ سالن۔ حضُور نے اس بارے میں مولانا عبدالماجد صاحب بھاگلپوری کی رپورٹ کے آنے پر فرمایا۔ چونکہ بہار واڑیسہ میں چاولوں کے ساتھ پتلی دال ضروری ہوتی ہے۔ جو سالن کا کام نہیں دیتی بلکہ پانی کی قائم مقام سمجھی جاتی ہے۔ اس لئے اگر کسی سالن کے ساتھ اس پتلی دال کے استعمال کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔ تو دال کی بجائے یہ کام سالن سے لینا پڑتا ہے جس سے فضُول خرچی بڑھتی ہے اس لئے ان حالات کی وجہ سے بہار واڑیسہ کے دوستوں کو اس پتلی دال کی چاولوں کے ساتھ اجازت ہے۔ اور اسے دُوسرا سالن قرار نہیں دیا جائے گا۔ پرائیویٹ سکرٹری

جماعت احمدیہ کو بدنام کرنیکی شرمناک کوشش

"احمدیہ ریفارم لیگ" کا وجود ثابت کرنیکے لئے "احسان" کو چیلنج

جماعت احمدیہ لاہور کے جنرل اجلاس منعقدہ ۲۰ فروری میں بالاتفاق پاس ہُوا۔ کہ یہ اجلاس اخبار "احسان" مجریہ ۲۱ فروری کے مراسلہ بعنوان "قادیانی حکومت میں زبردست بغاوت کے آثار" کو ایک مضحکہ خیز بہتان سے زیادہ اہمیت نہیں دیتا۔ جس میں کسی مفروضہ "احمدیہ ریفارم لیگ لاہور" کے کسی فرضی بے نام سکرٹری کی طرف سے یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ خدانخواستہ جماعت احمدیہ اپنے واجب الاطاعت امام عالیمقام حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے خلاف ہے۔

اگر مفروضہ لیگ کا وجود "احسان" کے مدیر و سردبیر کی دماغی اختراع کا شرمندۂ احسان نہیں۔ اور اس کی ہستی کا کوئی نقش دفتر "احسان" سے باہر موجود ہے۔ تو اس کے سکرٹری کو جس کی اخلاقی کیفیت کا یہ عالم ہے۔ کہ اپنے نام کے اظہار کرنے کی بھی اسے جُرأت نہیں جماعت احمدیہ لاہور ببانگِ بلند چیلنج کرتی ہے۔ کہ وُہ اپنے دعوے کی حقیقت کا ثبوت کھلے بندوں پیش کرے۔ ہمارا دعوےٰ ہے۔ کہ نامہ نگار نے سرتاپا کذب بیانی سے کام لیا ہے۔ اور "احسان" کے ادارۂ تحریر نے اس دروغ بافی کی اعانت مجرمانہ سے اپنے نامۂ اعمال میں ایک اور گھناؤنے گناہ کا اضافہ کرتے ہُوئے ہم احمدیوں کے جذبات کو بے طرح مجروح کیا ہے۔ ہمارے نزدیک حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے تمام احکام کی

خُدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی

احراریوں کی ناکامی و نامُرادی کا واضح ثبوت

۲۱ تا ۲۳ فروری بیعت کرنیوالوں کی فہرست

احرار کمیٹی کچھ عرصہ سے اپنے "شعبۂ تبلیغ" کی روزانہ "مالی امداد" شائع کر رہی ہے۔ کیونکہ ان لوگوں کی اصل غرض وغائت یہی ہے۔ کہ عوام الناس کی جیبیں خالی کرائیں۔ اور پھر حسب معمول مالِ مفت کو دلِ بے رحم کے حوالے کر دیں۔ ان کے مقابلہ میں ہم ان سعادت مند اور سعید الفطرت اصحاب کے نام تاریخ وار شائع کرتے ہیں۔ جو خدا تعالےٰ کے فضل سے روزانہ جماعت احمدیہ میں داخل ہو رہے ہیں۔ اور ثابت کر رہے ہیں۔ کہ احراری باوجود اپنی انتہائی شرارتوں۔ اور فتنہ پردازیوں کے احمدیت کے مقابلہ میں ناکامی و نامرادی کے سوا کچھ حاصل نہیں کر رہے۔

ذیل کے اصحاب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے دست مبارک پر بیعت کر کے داخل احمدیت ہوئے

دستی بیعت

۱۔ صوفی غلام رسول صاحب بھیرہ ضلع شاہپور
۲۔ محمد الدین صاحب کوٹلی افغاناں " گجرات

بذریعہ خطوط بیعت

۳۔ فتح بی بی صاحبہ داتہ زیدکا ضلع سیالکوٹ
۴۔ رحمت بی بی صاحبہ اہلیہ مستری لال دین صاحب داتہ زیدکا ضلع سیالکوٹ
۵۔ عائشہ بی بی صاحبہ بنت مستری لال دین صاحب "
۶۔ مساۃ حسین بی بی صاحبہ بیوہ میاں غلام علی صاحب راٹھور ساکن کوئیاں ضلع گجرات
۷۔ سوج دین صاحب ساگر۔ شیموگہ
۸۔ مستری اللہ دین صاحب گوجرانوالہ
۹۔ مستری قطب الدین صاحب۔ چمن
۱۰۔ مساۃ نوزیرن زوجہ مستری قطب دین صاحب۔ چمن
۱۱۔ محمد شریف خان صاحب۔ چمن

۱۲۔ ثابت علی صاحب ناروا۔ ضلع ٹپرہ۔
۱۳۔ زبیدہ خاتون صاحبہ " " "
۱۴۔ محمد اسمٰعیل صاحب " " "
۱۵۔ علی نواز صاحب " " "
۱۶۔ قرب النساء صاحبہ " " "
۱۷۔ مہر جان صاحب " " "
۱۸۔ علی احمد صاحب " " "
۱۹۔ قمر النساء صاحبہ " " "
۲۰۔ رستم علی صاحب " " "
۲۱۔ آمنہ خاتون صاحبہ بنت منشی عزالدین صاحب الفا "
۲۲۔ آمنہ خاتون صاحبہ ناروا۔ ضلع ٹپرہ
۲۳۔ اشرف النساء صاحبہ " " "
۲۴۔ عبدالعزیز صاحب " " "
۲۵۔ تائب الدین صاحب " " "

۲۶۔ امیر الدین صاحب ناروا۔ ضلع ٹپرہ۔
۲۷۔ فیض الدین صاحب " " "
۲۸۔ رمیض الدین صاحب " " "
۲۹۔ حیدر علی صاحب ولد رجب علی صاحب بیرم پور۔ ضلع ٹپرہ
۳۰۔ عبدالمطلب صاحب ٹپارا۔ بنگال
۳۱۔ عبدالماجد صاحب " "
۳۲۔ کلثوم صاحبہ " "
۳۳۔ عظیم النساء صاحبہ " "
۳۴۔ صاحب النساء صاحبہ تال شہر ضلع ٹپرہ
۳۵۔ امیر النساء خاتون صاحبہ باشو دیو " "
۳۶۔ عزت نکرانی صاحبہ۔ پرتھ۔ مغربی آسٹریلیا
۳۷۔ محمد مقصود علی صاحب کرشن نگر ضلع سلہٹ

جناب ماسٹر ہدایت اللہ صاحب کا افسوسناک انتقال

یہ خبر نہایت رنج اور افسوس کے ساتھ سُنی جائے گی کہ محترم ماسٹر ہدایت اللہ صاحب والد جناب میاں محمد یوسف صاحب لاہور کا ۲۳ فروری ۲ بجے صبح ۸۰ سال کی عمر میں انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ لاش بذریعہ لاری ۲۴ فروری قادیان لائی گئی۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے جنازہ پڑھایا۔ اور مرحوم مقبرہ بہشتی میں دفن ہوئے۔ مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پُرانے صحابہ میں سے تھے۔ نہایت مخلص اور پُرجوش احمدی تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ سے ان کا اخلاص قابلِ رشک تھا۔ تمام عمر انہوں نے نہایت تقویٰ اور دینداری سے گزاری۔ اگرچہ بتقاضائے عمر وُہ بہت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل

نمبر ۱۰۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۱ ذیقعدہ ۱۳۵۳ھ | جلد ۲۲

خطبہ جمعہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہر ایک کے ساتھ حسن سلوک کرو
اور
دُنیا کو اعلیٰ اخلاق کے ساتھ فتح کرو

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۵ فروری ۳۵ء

سُورۂ جمعہ کے پہلے رکوع کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
گلے کی تکلیف کی وجہ سے ایک عرصہ سے مردوں میں میرا

درس قرآن

بند ہے۔ لیکن اس لئے کہ قرآن کی برکات کے بیان کرنے سے زبان کلی طور پر محروم نہ ہے۔ میں عورتوں میں ہفتہ میں ایک دن درس دیتا ہوں۔ دل میں ہمیشہ یہ خواہش رہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اگر گلے کی تکلیف دُور کر دے۔ تو مردوں میں بھی درس دیا جاسکے۔ اور عورتوں میں ہفتہ بھر جاری رکھا جاسکے۔ لیکن ابھی اس کا وقت نہیں آیا۔

اس ہفتہ عورتوں میں جو درس تھا۔ وُہ سُورۂ جمعہ کے اس رکوع کا تھا۔ جو میں نے ابھی پڑھا ہے۔ جب میں نے درس شروع کیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ

الٰہی تصرّف

میرے قلب پر اور میری زبان پر ہے۔ اور الٰہی منشاء کے ماتحت بعض ایسی باتیں میری زبان پر جاری ہو رہی ہیں۔ جو پہلے کبھی میرے ذہن میں نہیں آئیں۔ اور چونکہ مَیں نے دیکھا۔ کہ گو ہم پہلے ہی اس رکوع کو سمجھتے ہیں۔ کہ یہ اس زمانہ کے متعلق ہے۔ اور اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اور آپ کی جماعت کے متعلق پیشگوئی ہے۔ مگر درس کے وقت اس کے مضامین زیادہ وضاحت کے ساتھ میرے ذہن میں آنے لگے۔ اور مجھے معلوم ہوا۔ کہ خصوصاً

ان ایّام کے ساتھ

اس رکوع کا زیادہ تعلق ہے۔ تب میں نے ارادہ کیا۔ کہ اس کے متعلق مردوں میں بھی تقریر کروں۔ اور چونکہ ان ایام میں جُمعہ میں ہی اس کا موقعہ مل سکتا ہے۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا۔ کہ خطبہ میں اس رکوع کے متعلق

بعض باتیں

بیان کروں۔ جو تفسیر سے تعلق رکھتی ہیں۔ الٰہی تصرف جس وقت ہوتا ہے۔ اس کی نقل تو دُوسرے وقت نہیں کی جاسکتی۔ لیکن جو مضمون یاد رہے۔ اسے اپنے طور پر بیان کیا جاسکتا ہے۔ پس میں اس کے وُہ مضامین جو نہایت اہم اور اس قابل ہیں کہ جماعت کو ان سے آگاہ کیا جائے۔ اس وقت بیان کرتا ہوں۔

سب سے پہلے میں اس امر کی تشریح ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ

اللہ تعالےٰ کی تسبیح

سے اس جگہ کیا مُراد ہے۔ اللہ تعالےٰ اس سورۃ کی پہلی آیت میں فرماتا ہے یسبح للہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض الملک القدوس العزیز الحکیم۔ یعنی زمین و آسمان کی ہر چیز تسبیح کرتی ہے اللہ تعالےٰ کی جو بادشاہ ہے۔ جو قدوس ہے۔ جو عزیز ہے۔ اور جو حکیم ہے یہ چار صفات اللہ تعالےٰ کی بیان کی گئی ہیں۔ جن کی تسبیح کو بندوں کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔

ملکیّت کی پاکیزگی اور صفائی

کس طرح ہے؟ ملک کے معنے بادشاہ کے ہوتے ہیں۔ اور بادشاہ کا کام ہوتا ہے ظالم و مظلوم میں انصاف کرنا۔ اور اختلافات کو دُور کرنا۔ بادشاہ در اصل تمدّنِ انسانی کا ایک نتیجہ ہے۔ لوگ اکٹھے رہتے ہیں۔ تو ان کے حقوق کے بارے میں جھگڑے بھی ہوتے ہیں۔ زید۔ بکر۔ اور خالد اگر الگ الگ رہیں۔ تو ان تینوں میں کوئی جھگڑا نہیں ہوگا۔ لیکن ان کو ایک جگہ بسا دو۔ تو آپس میں اختلاف شروع ہو جائیں گے جُوں جُوں ضرورتیں بڑھتی جائیں گی۔ اختلافات بھی بڑھتے جائیں گے۔ ایک گاؤں میں جہاں ایک ہزار ایکڑ زمین ایک ہی جیسی قابلِ زراعت ہو۔ اور اس میں پانچ چھ گھر آباد ہوں تو وہاں لوگ بہت کم لڑیں گے۔ ہر شخص زیادہ سے زیادہ دس بیس ایکڑ زمین کاشت کر سکتا ہے۔ پس چونکہ

ضرورت کے مطابق

ہر ایک کو زمین مل سکے گی۔ اس لئے کوئی جھگڑا ان میں نہیں ہوگا۔ لیکن اگر کچھ حصہ زمین کا اچھا ہو۔ اور کچھ خراب۔ تو اچھی بُری زمین پر جھگڑا ممکن ہے۔ یا پانی پر جھگڑا ہو جائے گا۔ یا چراگاہ پر۔ یا پھر گھروں میں لڑائیاں ہونی ممکن ہیں۔ لیکن کافی زرخیز زمین کے موجود ہونے کے چراگاہ پر جھگڑا نہیں ہو سکتا۔ غرضکہ جب

فراغت سے چیز

میسّر ہو۔ تو آپس میں لڑائی کم ہوتی ہے۔ لیکن پانچ چھ گھر سے جب دس بیس۔ تیس گھر ہوتے جائیں گے۔ تو ان میں لڑائی کے سامان بھی زیادہ ہوتے جائیں گے۔

پس بادشاہت تمدن کے ساتھ تعلق رکھتی ہے اور اس کی ضرورت ذوی العقول اور ذوی الحاجات موجودات کے اکٹھے رہنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اگر ذوی العقول نہ ہوں۔ یا میل جول نہ ہو۔ تو

بادشاہت کا سوال

ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بادشاہت کی ضرورت انہی وجوہات کے ماتحت ہوتی ہے۔ اور سب حکومتیں اس ضرورت

کے لئے قائم ہوتی ہیں۔ خواہ بعد میں اسے پورا کریں۔ یا نہ کریں۔ دُنیا میں ہم دیکھتے ہیں

بیسیوں حکومتیں

قائم ہونے کے بعد اس غرض کو پورا نہیں کرتیں۔ جن کے لئے وہ قائم ہوتی ہیں۔ بلکہ وہ یہ کرتی ہیں۔ کہ زید کو۔ یا بکر کو توڑ کر علیحدہ کر دیتی ہیں۔ اور پھر ایک کو ساتھ ملا کر دوسرے کے حقوق تلف کرنے لگ جاتی ہیں۔ بعض حکومتوں میں امراء کا زور ہوتا ہے۔ اور وہاں غرباء کی بُہت حق تلفی کی جاتی ہے۔ ان سے مفت کام لیا جاتا ہے۔ اور اگر کوئی اُجرت مانگے۔ تو اسے گالیاں دی جاتی ہیں۔ اور ٹھڈے مارے جاتے ہیں:۔

تاریخوں میں لکھا ہے۔ کہ

فرانس میں

پُرانے زمانہ میں غرباء سے بہت سخت سلوک کیا جاتا تھا۔ بیچارے کسانوں کو گھروں سے زبردستی باہر نکال دیا جاتا کہ جا کر مینڈکوں کو چُپ کرائیں۔ تا نوابوں کی نیند میں خلل نہ آئے۔ وہ بیچارے۔ بیوی بچوں کو ساتھ لے کر باہر نکل جاتے:۔

ذرا غور تو کرو۔ ان غریبوں کی کیا حالت ہوتی ہوگی۔ بچوں کو گودیوں میں لے کر کناروں پر بیٹھے ہیں۔ تا جب کوئی مینڈک ٹرٹرانے لگے۔ جھٹ روڑا مار کر اسے چپ کرادیں۔ یہ بھی بادشاہت تھی۔ آج بھی کئی ایسی حکومتیں ہیں۔ جہاں

جابرانہ اور متشددانہ کارروائیاں

ہوتی ہیں۔ پُرانے زمانہ میں انگلستان میں بھی کئی ایسی کارروائیاں ہوتی تھیں۔ حال میں یورپ نے ایک شخص کو

ولی اللہ

قرار دیا ہے۔ اور انگریز قوم اس پر خوشی کا اظہار کر رہی ہے۔ اس شخص نے اس لئے بغاوت کی تھی۔ کہ حکومت چاہتی تھی۔ ملک کو مذہب کی قیود سے آزاد کر دے۔ اور اسی بغاوت میں اس نے جان دے دی۔ آج بھی جہاں ابھی منظم حکومتیں قائم نہیں۔ ایسی باتیں ہوتی ہیں۔

چین میں

کئی ایسے علاقے ہیں۔ جہاں ایسی باتیں ہوتی ہیں۔

مہذب ممالک میں

بھی بعض قسم کے مظالم جاری ہیں۔ یورپ میں سوشلسٹ امراء کو اتنا غلبہ دیتے ہیں۔ کہ غرباء ترقی نہیں کرسکتے۔ پھر مذہبی لحاظ سے بھی ایسی زبردستیاں حکومتوں کی طرف سے کی جاتی ہیں:۔

افغانستان میں

ہمارے چار آدمی محض احمدی ہونے کی وجہ سے سنگسار کر دیئے گئے۔ ان کا قصور صرف اتنا تھا۔ کہ انہوں نے اللہ تعالےٰ کی آواز کو سُنا۔ اور اس زمانہ کے مامور کو قبول کر لیا۔ ان کی

شہادت کے واقعات

کا بعض یورپین مصنفوں نے ذکر کیا ہے۔ اٹلی کے ایک انجینیر نے اپنی تصنیف Under the Absolute Amir میں لکھا ہے۔ کہ

صاحبزادہ عبداللطیف

کا کوئی جُرم نہ تھا۔ اور امیر ان کے خلاف سوائے اس کے کچھ نہ کہہ سکتا تھا۔ کہ اس نے جہاد کا انکار کیا ہے۔ جس سے میری طاقت کمزور ہوتی ہے۔ اگر مسلمانوں میں سے

جہاد کی رُوح

نکل جائے۔ تو میری طاقت ٹوٹ جائے گی۔ اور اسی وجہ سے آپ کو سنگسار کرا دیا گیا۔

تو دُنیا کی حکومتیں باوجود ملک ہونے کی مدعی ہونے کے مذہبی طور پر بھی سیاسی۔ اور

تمدنی طور پر

بھی سختیاں کرتی ہیں۔ بعض لوگ اس قانون کو جو حکومتِ ہند نے ایک خاص عمر سے پہلے لڑکے لڑکیوں کی شادی نہ کرنے کے متعلق پاس کیا ہے۔

مذہبی سختی

قرار دیتے ہیں۔ ٹرکی میں سب کو انگریزی ٹوپی پہننے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ جو تمدنی سختی ہے۔ کانگرس والے ہر اس شخص کے مخالف ہیں۔ جو کھدر نہ پہنے۔ یہ بھی تمدنی تصرف کی ایک مثال ہے۔ جو ایک طبقہ دُوسرے پر کرتا ہے۔ پھر کئی

تعلیمی جبر

ہوتے ہیں۔ دو مختلف اللسان اقوام ایک ملک میں بستی ہیں۔ اور حکومت چاہتی ہے۔ کہ ایک زبان کو مٹا دے اور دوسری کو پھیلائے۔ اور وہ قانون سے مدد لے کر ایسا کر لیتی ہے۔ ہندوستان میں ہندی کو رواج دینے اور اُردو کو مٹانے کی کوششیں ہو رہی ہیں۔ مشرقی یورپ میں کئی حکومتیں دُوسری زبانوں کو مٹانے میں لگی ہوئی ہیں۔ یہ ملکیت کا علمی لحاظ سے ناجائز استعمال ہے۔ غرضکہ

دُنیوی ملکیت

کئی قسم کے اعتراضات کے نیچے آتی ہے۔ کبھی اس پر تمدنی۔ کبھی علمی۔ کبھی سیاسی۔ اور کبھی مذہبی نقطۂ نگاہ سے اعتراض کئے جاتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ یسبح للہ ما فی السمٰوات وما فی الارض الملک القدوس العزیز الحکیم۔ یعنی

اللہ تعالےٰ کی بادشاہت

کو دیکھو۔ صاف نظر آتا ہے۔ کہ اس کی بادشاہت پر کوئی اعتراض نہیں پڑسکتا۔ خدا کی حکومت کو دیکھو۔ ابوجہل پر اللہ تعالےٰ ناراض ہوتا ہے۔ مگر اس کا سُورج برابر اسے روشنی پہونچاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی ہوائیں بدستور اسے فائدہ پہونچاتی ہیں۔ گوشت اور ترکاریاں اسے اسی طرح طاقت پہونچاتی ہیں۔ جس طرح دُوسروں کو۔ وہ خدا کے دین کو

زبان سے گالیاں

دیتا ہے۔ مگر پھر بھی اس کی زبان ہر چیز کا ذائقہ محسوس کرتی ہے۔ اس کے کان محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ خدا کے نائب اور وائسرائے کی چغلیاں سُنتے رہتے ہیں۔ مگر پھر بھی سماعت کی قوت سے محروم نہیں ہوتے۔ اور وہ اللہ تعالےٰ کی نعمتوں سے محرُوم نہیں کیا جاتا۔ یہ

اللہ تعالےٰ کی ملکیت

ہے۔ ابوجہل کو اس کے گناہوں کی جو سزا پہونچتی ہے۔ وہ اسی دائرے کے اندر پہونچتی ہے۔ جس میں وہ اسے مجرم قرار دے لیتا ہے۔ چور چوری کرتا ہے۔ اور کسی کا حلوا اُچک لیتا ہے۔ خدا تعالےٰ اسے چور قرار دیتا ہے مگر یہ نہیں کرتا۔ کہ وہ حلوا اس کی زبان کو کڑوا لگے۔ بلکہ ممکن ہے۔ کہ وہ اسے

زیادہ لذیذ

معلوم ہو۔ کیونکہ اس نے اپنے آپ کو خطرات میں ڈال کر اسے حاصل کیا تھا۔ پھر ممکن ہے۔ وہ چور کے اعصاب کو مالک کی نسبت زیادہ قوت پہونچائے۔ بوجہ اس کے کہ اس کا معدہ زیادہ اچھا ہو۔ پس اللہ تعالےٰ کی ملکیت میں سزا کا ایک طریق ہے۔ اور وہ اس سے باہر نہیں جاتا۔ وہ یہ نہیں کرتا۔ کہ چونکہ اس نے جرم کیا ہے۔ اس لئے ہم اسے ہر طرف سے پکڑیں گے۔ پھر

دُنیا کی حکومتیں

ہر جُرم پر پکڑتی ہیں۔ مگر اللہ تعالےٰ ایسا نہیں کرتا۔ بلکہ وہ انتظار کرتا ہے۔ تا بندہ کو

اصلاح کا موقعہ

ملے۔ لیکن جب دیکھتا ہے۔ کہ اب یہ شخص بندہ نہیں ہونا۔ تو پھر گرفت کرتا ہے۔ لیکن اس کی سزائیں

محدود ہوتی ہیں۔

دنیاوی حکومتیں

چاہے کتنا اعلےٰ انصاف کرنے والی ہوں۔ پھر بھی ان میں اور الہٰی حکومت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ الہٰی حکومت دیکھو کتنی ہلکی حکومت ہے۔ کہ اس کا پتہ بھی نہیں لگتا۔ اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہوتا ہے۔ کہ ایک شخص دوسرے سے کہتا ہے۔ میں تمہیں تباہ کردوں گا۔ میں یہ کردوں گا۔ وہ کردوں گا۔ اور اس طرح گویا وہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ وہ خود خدا ہو گیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے پاس جاتے ہیں۔ کہ وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لائے۔ اور وہ کہتا ہے میں خود خدا ہوں۔ مگر پھر بھی اس کی زبان کڑوا میٹھا چکھتی ہے۔ کان سنتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ سب چیزیں اسے فائدہ پہنچاتی ہیں۔ غور کرو اللہ تعالیٰ کی حکومت کیسی ہلکی ہے۔ فرعون روز دیکھتا ہے۔ کہ اس کا سونا کھانا پینا۔ موت۔ حیات۔ بچوں کی پیدائش بارشیں لانا اور رو کے جانا۔ ہواؤں کا چلانا اور روکنا۔ مختلف امراض کا پیدا ہونا سب باتیں اس کے اختیار سے باہر ہیں۔ مگر پھر بھی اسے محسوس نہیں ہوتا۔ وہ علی الاعلان کہتا ہے۔ کہ میں ہی خدا ہوں۔ اور کون ہے۔ مگر سورج اسے روشنی پہنچانا بند نہیں کرتا۔ اور اپنی جسمانی طاقتوں سے وہ محروم نہیں ہو جاتا۔ تو خدا کی حکومت اتنی ہلکی ہے۔ کہ اس کا پتہ لگانا بھی مشکل ہوتا ہے۔ اور اسی بات کو اس آیت میں بیان فرمایا ہے۔ یسبح للہ مافی السمٰوات ومافی الارض الملک القدوس العزیز الحکیم۔

خدا کی بادشاہت

کا مظہر قرآن کریم ہے۔ اور دیکھو کونسی قوم ہے جس کے حق قرآن کریم میں مارے گئے ہیں۔ ہر ملک ہر قوم اور ہر طبقہ کے لوگوں کے حقوق کا اس میں لحاظ رکھا گیا ہے۔ وہ خود بادشاہ ہے۔ مگر کہتا ہے۔ کہ اپنے بادشاہوں کی اطاعت کرو۔ خود بادشاہ ہے۔ مگر کہتا ہے۔ کہ رعایا کو دکھ اور تکلیف مت دو۔ وہ

سب دولتوں کا مالک

ہے۔ مگر حکم دیتا ہے۔ کہ امراء غریبوں پر ظلم نہ کریں۔ اور غریبوں کو ہدایت کرتا ہے۔ کہ امیروں سے معاملات درست رکھو۔ غرض بادشاہ ہو۔ یا رعایا۔ بڑا ہو یا چھوٹا۔ عورت ہو یا مرد سب کے حقوق کی حفاظت قرآن کریم نے کی ہے۔ اور دیکھ لو۔ سب قومیں ہر طرف سے دھکے کھا کھا کر آخر

اسلام کے آستانہ پر

آ رہی ہیں۔ اسلام میں طلاق کی اجازت ہے۔ پہلے اس پر بہت اعتراض کئے جاتے تھے۔ اور اُسے ظلم قرار دیا جاتا تھا۔ مگر اب یہ حال ہے۔ کہ امریکہ کی ایک عورت فوت ہوئی تو ٹائمز نے لکھا۔ کہ اس کے ۱۷ شوہر تھے۔ جن میں سے گیارہ اس کے جنازے میں شریک تھے۔ ایک سے اس نے اس وجہ سے طلاق حاصل کی۔ کہ اس نے ایک ناول لکھا ہے۔ جسے خاوند چھاپنے کی اجازت نہیں دیتا۔ ایک سے اس بناء پر کہ میں سات بجے سے اس کا انتظار شروع کرتی ہوں۔ لیکن یہ آٹھ بجے آتا ہے۔ یا تو وہ حالت تھی۔ کہ مرد و عورت کی علیحدگی کسی صورت میں جائز نہ سمجھی جاتی تھی۔ اور اسے ایک بہت بڑا ظلم کہا جاتا تھا۔ یا آج یہ حالت ہے اگرچہ اسلام میں طلاق جائز ہے لیکن میں نے اس زمانہ میں کبھی نہیں سنا۔ کہ کسی مسلمان عورت کے چار سے زائد خاوند ہوئے ہوں۔ جنگی زمانوں میں جب لوگ جان ہتھیلی پر لئے پھرتے تھے۔ بے شک ایسا ہونا ممکن ہوگا۔ پھر ٹائمز نے جو خبر شائع کی ہے۔ اس کا کیا ثبوت ہے۔ کہ یہی ریکارڈ ہے۔ ممکن ہے کوئی ۲۷ یا ۳۷ خاوند والی عورت بھی ہو جس کا ابھی علم نہ ہو سکا ہو۔ اسی طرح اور بھی بہت سی تمدنی چیزیں ہیں۔ جن میں دُنیا مجبور ہو کر اسلام کی طرف آ رہی ہے۔ اسلام نے جوئے سے منع کیا ہے۔ کہا جاتا تھا۔ کہ اس کے بغیر زندگی نہیں۔ مگر اب یہ سوال پیدا ہو رہے ہیں۔ کہ فلاں قسم کا جوا جائز ہے یا نہیں؟ ایک سے زیادہ بیویوں کا سوال تھا۔ مگر اب یورپ کے تمام بڑے بڑے مصنفین دھڑلے سے لکھ رہے ہیں۔ کہ ایک سے زیادہ شادیاں نہ کرنا بیوقوفی ہے۔ پھر سود کی اسلام نے ممانعت کی ہے۔ اس کی بھی مخالفت کی جاتی تھی۔ مگر آج سود کی تباہ کاریوں کا سب کو اعتراف ہے۔ غرضکہ

اسلام کا کوئی مسئلہ

ایسا نہیں۔ جس کی متمدن دُنیا نے مخالفت نہ کی ہو۔ اور پھر دھکے کھا کر اسی کی طرف نہ آئی ہو۔ یہی مطلب ہے۔ یسبح للہ مافی السمٰوات والارض کا۔ خدا کی بادشاہت کی زمین و آسمان میں تعریف ہو رہی ہے۔ جس طرح خدا کی بادشاہت بغیر عیب کے ہے۔ اور کوئی نہیں۔ لیکن اس بے عیب بادشاہت کے باوجود اس نے یہ نہیں کہا۔ کہ تم اپنے میں سے اور بادشاہ نہ بناؤ۔ بلکہ یہ حکم دیا ہے۔ کہ

اولی الامر کی اطاعت

کرو۔ جسکا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالےٰ چاہتا ہے۔ کہ جس طرح کا میں مالک ہوں۔ ویسے ہی دوسرے بننے کی کوشش کریں ہماری جماعت میں ملکیت نہیں۔ کہ اس کی مثال پیش کی جا سکے۔ ابھی ہم ہر ملک میں رعایا ہی ہیں۔ کسی جگہ ہماری کوئی ریاست بھی نہیں۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ یعنی تم میں سے ہر شخص بادشاہ ہے۔ اور اس کی رعیت کے متعلق اس سے سوال کیا جائے گا۔ اور جب آپ نے فرمایا ہے۔ کہ

ہر شخص بادشاہ ہے

تو معلوم ہوا۔ کہ رعایا ہوتے ہوئے بھی انسان ایک رنگ میں بادشاہ ہو سکتا ہے۔ گھروں میں خاوند یا باپ کو جو حکومت حاصل ہے۔ اُسے ناجائز نہ محسوس ہونے دے۔ باپ حکومت کرتا ہے۔ مگر بچوں کو محسوس بھی نہیں ہوتا۔ کہ ہم پر حکومت کی جا رہی ہے۔ تم لاکھوں دیہات میں پھر جاؤ۔ اور بچوں سے دریافت کرو۔ تمہارا باپ کیسا ہے۔ سب کہیں گے بڑا اچھا۔ ان سے پوچھو۔ کیا وہ تم پر حکومت کرتا ہے۔ تو وہ شائد اس سوال پر

حیران ہو کر

تمہارا مونہہ دیکھیں گے۔

اسی طرح

خدا تعالیٰ کی حکومت

بھی نظر نہیں آتی۔ اور اللہ تعالےٰ چاہتا ہے۔ کہ یہی بات ہر شخص میں پیدا ہو۔ ہر شخص بادشاہ ہے۔ جو اپنی رعیت کے متعلق جواب دہ ہوگا۔ اس سے پوچھا جائیگا۔ کہ اس نے اپنی بیوی بچوں۔ مزدوروں، نوکروں اور ماتحتوں کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ پس ہمارے دوستوں کو چاہیئے۔ کہ دیکھیں وہ اپنے

دائرہ حکومت میں

ایسے کام کر رہے ہیں یا نہیں؟ جن سے ان کی تسبیح ہو۔ اگر وہ ایسا ہے۔ تو وہ اس آیت کے مصداق ہو جاتے ہیں۔ اس موقعہ پر بارش شروع ہو گئی۔ اور لوگوں میں حرکت ہونے لگی۔ اس پر حضور نے فرمایا۔ جب بھی بارش ہوتی ہے۔ میں توجہ دلاتا ہوں کہ افسر مسجد کے برآمدہ کو وسیع کرنے کی کوشش کریں۔ مگر وہ بھول جاتے ہیں۔ خیر ان کے متعلق تو کئی شکوے میرے دل میں بھرے ہوئے ہیں۔ اور میں کسی دن ان کا اظہار کروں گا۔ اس وقت میں قادیان کے محلوں والوں سے کہتا ہوں۔ کہ وہی اپنے اپنے ہاں چندہ جمع کر کے یہ کام کرنے کی طرف متوجہ ہوں۔ یہ مت خیال کرو۔ کہ ہم کو چندے زیادہ دینے پڑتے ہیں۔ دراصل مال کوئی چیز نہیں۔ اصل چیز قربانی ہے۔ وہی مال کام آتا ہے۔ جو خدا کی راہ میں خرچ ہو۔ باقی جو ہو وہ ضائع جاتا ہے) پس ہمیں دیکھنا چاہیئے۔ کہ ہم اپنے ماتحتوں سے کیا سلوک کرتے ہیں۔ کیا ہم اپنے ملازموں سے وہی سلوک کرتے ہیں۔ جو خدا اپنے بندوں سے کرتا ہے۔ پچھلے سے پچھلے سال ایک

افسر کے متعلق

میرے پاس شکایت کی گئی تھی۔ کہ وہ ماتحتوں کو "تو" کہہ کر مخاطب

کرتا ہے۔ حالانکہ وہ سلسلہ کا افسر تھا۔ اور میں نے متواتر بتایا ہے۔ کہ ہمارا

معیار فضیلت

اخلاق ہے۔ یہ افسری ماتحتی تو صرف نظام کے لئے ہے۔ تمدنی طور پر اس کا کوئی اثر نہیں۔ ممکن ہے۔ افسر اخلاق کے لحاظ سے ادنیٰ اور ماتحت اعلیٰ ہو۔ اسی طرح ممکن ہے بادشاہ اس لحاظ سے رعایا کے بعض افراد سے ادنیٰ ہو۔

انسانیت کے لحاظ سے

چھوٹا بڑا کوئی نہیں۔ نیرو بھی تو ایک بادشاہ ہی تھا۔ جس کے متعلق لکھا ہے۔ کہ اس نے روم کو بالکل جلا کر راکھ کر دیا تھا۔ اور جب شہر جل رہا تھا۔ تو وہ کھڑا بانسری سن رہا تھا۔ اور اس پر خوشی کا اظہار کر رہا تھا۔ اگرچہ آج کل اس واقعہ کو صحیح نہیں سمجھا جاتا۔ لیکن سات آٹھ صدیوں تک یہ بالکل درست سمجھا جاتا رہا ہے۔ تو ایک طرف ایسے بادشاہ بھی ہوتے ہیں اور دوسری طرف ایسے غریب بھی جو اپنا سب کچھ قربان کر کے بھی دوسروں کو بچا لیں گے۔ اور

ایک قربانی کرنے والا غریب

یقیناً ظالم بادشاہ سے ہزار گنا اعلیٰ ہے۔ میں حیران ہوں۔ کہ اس افسر نے یہ کس طرح سمجھ لیا۔ کہ ماتحت پر اسے تمدنی طور پر بڑائی جتانے کا بھی حق حاصل ہے۔ مجھے اس سے بہت افسوس ہوا۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ ہمارے ملک میں چونکہ بہت جہالت ہے۔ اس لئے بعض بچے اپنے والد کو بھی اوئے بابو کہہ کر مخاطب کرتے ہیں۔ لیکن ہمیں

اسلام کے اخلاق

دکھانے چاہئیں۔ کیونکہ ہم نے تمدنی طور پر دنیا میں مساوات قائم کرنی ہے۔ اگر ناظر کے لئے یہ جائز ہے۔ کہ کلرک کو تو کہے۔ تو خلیفہ کے لئے ناظر کو ایسا کہنا درست ہو گا۔ مگر کیا اسے پسند کیا جائے گا۔ پس افسروں کو

ماتحتوں کے ساتھ

ایسا معاملہ کرنا چاہیئے۔ کہ جس سے ظاہر ہو۔ وہ انہیں ادنیٰ نہیں سمجھتے۔ بلکہ برابر کا ہی سمجھتے ہیں۔ ہاں انتظام کے بارے میں ماتحت کا فرض ہے۔ کہ افسر کی فرمانبرداری کرے۔ اس کے احکام پر نکتہ چینی نہ کرے۔ اور حجت نہ کرے۔ کیونکہ یہ بھی بڑا نقص ہے۔ اور

مساوات کے اصول کے خلاف

ہے۔ ماتحت کا فرض ہے۔ کہ اسے جو حکم دیا جائے۔ اگر ضرورت ہو۔ تو مؤدب طور پر اس کے متعلق اپنی رائے پیش کر دے۔ اور پھر اطاعت کرے۔ ماتحتوں کے لئے

ملکیت کے اعتراف کا طریق

یہی ہے۔ کہ افسروں کی اطاعت کریں۔ ہاں جو پشت پیچھے ہو وہ کہہ دیں۔ جو سچی بات کو چھپائے رکھتا ہے۔ وہ نالائق ہوتا ہے۔ اسی طرح افسر سمجھیں۔ کہ خدا تعالیٰ نے اگر ان کو حکومت دی ہے۔ تو انہیں اللہ تعالیٰ کی ملکیت کا نمونہ دکھانا چاہیئے۔ مزدور کو مزدوری وقت پر دینا بھی ضروری ہے یہ نہیں۔ کہ بیچارے نے پیسے مانگے۔ تو گالیاں دینے لگ گئے۔ اور ٹھڈے مار کر نکال دیا۔ جو شخص ایسا کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ملکیت کی نقل نہیں کرتا۔ اور انعامات کے مستحق وہی لوگ ہو سکتے ہیں۔ جو اس کی ملکیت کی نقل کرتے ہیں۔ پس اگر کوئی رعایا میں سے ہے۔ تو اسے چاہئیے۔ اپنے حاکموں کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرے۔ جو خدا چاہتا ہے اور اگر فوقیت حاصل ہے۔ افسر ہے۔ ہیڈ ماسٹر ہے۔ سپرنٹنڈنٹ ہے۔ اور اس طرح بعض دوسرے لوگ ہیں۔ جن کو اوروں پر تصرف حاصل ہے۔ تو اس تصرف کو اتنا پیارا اور میٹھا بنا دیں کہ دوسروں کو ذرا بھی گراں نہ گذرے۔ پھر یہ بھی نہیں چاہیئے۔ کہ آج ایک سے لڑائی ہوئی۔ تو دوسرے دن اس کے خلاف

محض جھوٹی سازش

شروع کر دی۔ اگر کسی سے لڑائی ہوئی ہے۔ اور اسے معاف نہیں کر سکتے۔ تو اختلاف کو اس کی حد کے اندر رکھو۔ یہی بات خدا کی بادشاہت میں ہمیں دکھائی دیتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ

زمین و آسمان کی ہر چیز

اس کی تسبیح کر رہی ہے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ تم میں سے جب کو جتنی بادشاہت دے۔ اسے چاہیئے۔ کہ اس میں اس کی نقل کرے۔ اگر ہندوستان کا بادشاہ بنا دیا جائے۔ تو ہندو سکھ اور مسلمان میں کوئی تمیز نہ کرو۔ غریب و امیر کا خیال نہ کرو ہندی کو اڑا کر اردو زبردستی جاری کرنے کے منصوبے نہ کرو۔ یا ایک تمدن کی جگہ دوسرا تمدن۔ ایک مذہب کی جگہ دوسرا مذہب جبراً قائم کرنے کا خیال بھی دل میں نہ لاؤ۔ بلکہ جس طرح خدا تعالیٰ کر رہا ہے۔ تم بھی اسی طرح کرو۔ پھر جو وزارت پر ہو۔ اسے چاہیئے کہ اپنے دائرہ حکومت میں اللہ تعالیٰ کی جتنی نقل کر سکتا ہے کرے۔ اس سے نیچے اتر کر سکرٹری اور ڈائرکٹر اور دوسرے افسر سب جس قدر ممکن ہو اللہ تعالیٰ کی ملکیت کی نقل کریں۔

دوسری صفت یہاں یہ بیان کی گئی ہے۔ کہ وہ قدوس ہے۔ دنیا اسے پاک قرار دیتی ہے۔ ملکیت کی تسبیح اس امر پر دلالت کرتی ہے۔ کہ ظاہرا معاملہ صحیح ہو۔ لیکن قدوسیت کا یہ مطلب ہے۔ کہ دل میں بھی معاملہ صحیح ہو۔ یعنی منافقت سے نہ ہو۔ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ایک شخص دوسرے کے پاس جاتا ہے۔ اور وہ کہتا ہے آپ نے تشریف رکھئے آپ کو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ لیکن دل میں اس کے متعلق یہ ارادہ رکھتا ہے۔ کہ موقع ملے۔ تو اسے تباہ کر دوں۔ یہ بات

قدوسیت کے خلاف

ہے۔ قدوسیت یہ ہے۔ کہ ظاہر و باطن دونوں میں پاکیزگی ہو۔ اللہ تعالےٰ قدوس ہے۔ وہ فریب منافقت۔ مداہنت اور ٹھگی نہیں کرتا۔ اللہ تعالےٰ جو کچھ چاہتا ہے وہ یہی ہے کہ لوگ گمراہی سے بچ جائیں۔ یہ نہیں کہ بظاہر اچھا سلوک کرے۔ لیکن دراصل

سزا دینے کے لئے

موقعہ کا منتظر رہے۔ وہ جب سزا نہیں دیتا۔ تو چاہتا بھی یہی ہے۔ کہ نہ دے۔ بلکہ جب دیتا ہے۔ اس وقت بھی چاہتا یہی ہے کہ نہ دے۔ لیکن سزا پانے والا اپنے اعمال سے اسے سزا دینے پر مجبور کر دیتا ہے۔ پس دیکھو اللہ تعالےٰ کی قدوسیت کس طرح ثابت ہو رہی ہے۔ وہ

لوگوں کے فائدہ کے لئے

اور ان کو تباہی سے بچانے کے لئے نبی بھیجتا ہے۔ بلکہ دس سال بیس سال بلکہ سو دو سو سال تک وہ یا ان کی جماعتیں ظلم سہتی ہیں۔ مخالف کوستے ناچتے اور ان کو طرح طرح سے تنگ کرتے۔ اور سارا زور ان کو تباہ کرنے کے لئے صرف کر دیتے ہیں۔ مگر اللہ تعالےٰ جس کا دین ہوتا ہے۔ سب کچھ دیکھتا ہے۔ میں یہ تو نہیں کہتا۔ کہ مسکراتا ہے۔ لیکن کہا جا سکتا ہے۔ کہ اس کے مشابہ سلوک اس کی طرف سے ہوتا ہے

حضرت عیسےٰ علیہ السلام

دنیا میں آئے۔ ان پر اور ان کے پیرووں پر بڑے بڑے ظلم ہوئے اور تین سو سال تک ہوتے چلے گئے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی قدوسیت دیکھو۔ کہ وہ یہی چاہتا رہا۔ کہ اب بھی ان کے

مخالفوں کی اصلاح

ہو جائے۔ اب بھی ہو جائے۔ جس دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر لٹکایا گیا۔ کیا خدا تعالےٰ یہ نہیں کر سکتا تھا۔ کہ اسی دن سب یہودی ہلاک ہو جاتے۔ اور

روما کی حکومت

تہ و بالا ہو جاتی۔ لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔ رومی بھی ویسے ہی رہے۔ ان کی حکومتیں بھی ویسی ہی رہیں۔ اور یہودی بھی ویسے ہی رہے۔ ان کے بنک ان کی صرافیاں۔ ان کی تجارتیں سب کچھ ویسے کا ویسا ہی رہا۔ اور انہیں محسوس بھی نہ ہوا۔ کہ ہم نے کیا کیا ہے انہیں اتنا بھی احساس نہ ہوا۔ جتنا ایک چیونٹی کو مارنے سے ہو سکتا ہے۔ بلکہ

یہودی خوش تھے

کہ اپنے ایک دشمن کو مار دیا ہے۔ نہ ان کے بنک فیل ہوئے نہ تجارتیں۔ اور نہ زراعتیں۔ ہاں اس دن

خدا تعالیٰ کا عرش

ہی ہلا۔ اور اسے بے کلی ہوئی۔ رنج پہنچا تو اللہ تعالیٰ کو تکلیف ہوئی تو

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کو۔ تکلیف دینے والوں کو کچھ بھی نہ ہوا۔ وہ اپنی جگہ پر کہتے تھے۔ کہ ہم نے اپنی

حکومت کا زور

دکھا دیا۔ اور کون ہے۔ جو ہمارے مقابلہ پر کھڑا ہو سکے جو مقابلہ کر سکتا تھا۔ وہ دیکھتا تھا۔ اور کہتا تھا۔ کہ ہم مقابلہ تو کر سکتے ہیں۔ مگر چاہتے ہیں۔ کہ تمہاری اصلاح ہو جائے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اہل روم ہدایت پا جائیں۔ ہم چاہتے ہیں۔ کہ یہود ہلاکت سے بچ جائیں۔ کیونکہ ہم ان کے دشمن نہیں ہیں۔ یہ اس کی قدوسیت کی علامت تھی۔ جو دکھاوے اور بناوٹ کا شائبہ نہیں رکھتی۔ تکلف والا ایک حد تک چلتا ہے۔ اور پھر رہ جاتا ہے۔ ایک لطیفہ مشہور ہے۔ کہ ایک لکھنؤ کے سید صاحب اور دلی کے مرزا صاحب سٹیشن پر اکٹھے گاڑی میں سوار ہونے کے لئے کھڑے تھے۔ اور دونوں کو خیال تھا۔ کہ اپنے آپ کو دوسرے سے زیادہ مہذب ظاہر کرے۔ جب گاڑی آئی تو سید صاحب کہنے لگے۔ مرزا صاحب تشریف رکھیئے۔ اور مرزا صاحب کہہ رہے تھے۔ سید صاحب آپ پہلے سوار ہو جیئے۔ لوگ تماشا دیکھ رہے تھے۔ اتنے میں گاڑی نے وسل کیا۔ تو دونو ایک دوسرے سے آگے بڑھنے اور سوار ہونیکے لئے ایک دوسرے کو کہنیاں مارنے لگے۔ تو جب موقع آئے

تصنع اور بناوٹ

کے اخلاق بھول جاتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو غضب دلانے والا موقع اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ اس کے ایک نبی کو لوگوں نے سولی پر لٹکا دیا۔ ہم مسیحیوں کے اس مشرکانہ عقیدہ کے تو دشمن ہیں کہ مسیح خدا کے بیٹے تھے۔ مگر ہم انہیں عظیم الشان نبی سمجھتے ہیں۔ اور یہود نے اس عظیم الشان نبی کو سولی پر لٹکا دیا۔ مگر کیا ہوا۔ کیا خدا نے

سولی پر لٹکانے والی حکومت

کو تباہ کر دیا یا سولی پر لٹکوانے کی موجب یہودی قوم کو ہلاک کر دیا نہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے کہا کہ تم نے یہ بہت گندی حرکت کی ہے مگر ہم اب بھی تمہیں مہلت دیتے ہیں کہ توبہ کر لو۔ ممکن ہے۔ ان میں سے بعض کو انفرادی طور پر سزا

بھی دے دی ہو۔ کسی کو کیا معلوم ہے کہ وہ یہودی مولوی جس نے یہ فتویٰ دیا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب دیا جائے۔ کس طرح ہلاک ہوا ہوگا۔ یا وہ سرکاری حکام جن کا اس میں دخل تھا۔ کس طرح تباہ ہوئے۔ یہ اتنی غیر معروف ہستیاں ہیں۔ کہ تاریخ میں ان کے حالات محفوظ نہیں۔ مگر اس قدر عظیم الشان واقعہ پر اللہ تعالیٰ نے رومیوں اور یہود کے ساتھ بہ حیثیت قوم جس

رحم اور عفو کا معاملہ

کیا۔ وہ ظاہر کرتا ہے کہ اس کا یہ رحم تسبیح کے لائق ہے۔ غرض رحم خدا تعالیٰ کی ذاتی صفت ہے نہ کہ تکلف سے ظاہر ہونے والی خوبی پھر فرمایا۔ العزیز الحکیم۔ وہ غالب ہے۔ عزیزیت نیچر پر تصرف کو ظاہر کرتی ہے۔ عزیزیت وہ تصرف ہے۔ جو جانوروں دریاؤں۔ پہاڑوں اور دیگر اشیاء پر ہے۔ اس کی عزیزیت کے متعلق بھی دیکھو۔ دنیا میں کتنی تسبیح ہو رہی ہے۔ جس طرح قدوسیت میں بتایا ہے۔ کہ تم اپنے اندر ذاتی رافت اور ہمدردی پیدا کرو۔ عزیزیت میں یہ بتایا ہے۔ کہ تمہارا غلبہ بھی ایسا ہو۔ جیسا خدا کا ہے

اللہ تعالیٰ کا غلبہ

جاری ہے۔ مگر اس میں بھی رافت اور شفقت ہے کوئی چیز تم نہیں دیکھو گے۔ جس میں کسی قسم کی نافرمانی۔ یا بغاوت یا عہد شکنی۔ نظر آتی ہو۔ سورج چاند رات دن اپنے کام پر لگے ہوئے ہیں۔ سنکھیا کو جو حکم دیا گیا ہے۔ وہ اس کا ہمیشہ کے لئے تابع ہے۔ افیون کو حکم ہے کہ قبض کرے اور بے ہوش کردے۔ سو اس کی یہ خاصیتیں برابر جاری ہیں آگ ہمیشہ جلا رہی ہے۔ تو عزیزیت استقلال اور دوام پر دلالت کرتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم بھی اپنے کاموں میں مستقل رہو۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ یہ کبھی نہیں ہوا۔ کہ آج ایک شخص سنکھیا کھائے اور مر جائے۔ لیکن کل ایک دوسرا شخص اسی طریق اور اسی مقدار میں کھائے تو اس کی صحت اچھی ہو جائے۔ لوہے کی جو خاصیت آج ہے۔ وہی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ یہ نہیں۔ کہ آج لوہے کا جو چاقو بنایا جائے وہ چیرنے پھاڑنے کا کام دے۔ لیکن دوسرے دن جو چاقو بنایا جائے اس میں کاٹنے کی صفت نہ پائی جائے۔ پس

اللہ تعالیٰ کی عزیزیت

کو دیکھو۔ وہ ایک منصفانہ قانون بناتا ہے۔ اور پھر اسے جاری رکھتا ہے۔ اور اس سے بندے کو یہ سکھاتا ہے۔ کہ تم بھی سوچ سمجھ کر ایک بات اختیار کرو اور پھر اس پر قائم رہو۔ یہ کیا کہ آج ایک شخص کہتا ہے

میری جان و مال حاضر ہے۔ لیکن کل کہہ دیتا ہے۔ کہ میرے رستہ میں فلاں فلاں روکاوٹیں ہیں۔ اس میں شک نہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے قانون میں بھی مستثنیات ہیں۔ لیکن وہ خود ایک دوسرے قانون کے ماتحت ظاہر ہوتے ہیں۔ اور ان سے دنیا میں عظیم الشان تغیر اور انقلاب پیدا ہوتے ہیں۔ ورنہ اللہ تعالےٰ منصفانہ قانون بناتا ہے اور پھر اسے قائم رکھتا ہے۔ اور چاہتا ہے کہ بندے بھی جو بات کہیں سوچ سمجھ کر کہیں۔ اور پھر اس پر قائم رہیں۔ اگر تم سمجھتے ہو۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سچے ہیں۔ اور تم نے ان کے ذریعہ خدا تعالیٰ کا رستہ پالیا ہے تو حکومتیں بدل جائیں۔ زمین و آسمان ہل جائیں۔ مگر تمہارے ایمان میں بال بھر بھی لغزش نہ آئے۔ حتیٰ کہ موت آ جائے یہ عزیزیت ہے۔ اور جو شخص اپنے اندر یہ بات پیدا نہیں کرتا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی عزیزیت کا مظہر نہیں ہو سکتا۔ دیکھو اچھا شاہ فردہی سمجھا جاتا ہے جو موٹر کو رستہ سے ادہر ادہر نہیں ہونے دیتا۔ سوار وہی اچھا ہوتا ہے۔ جو گھوڑے کو سیدھا چلاتا ہے۔ وہ ڈرائیور جس کی گاڑی کبھی ادہر ہو جائے۔ کبھی ادہر۔ نالائق سمجھا جاتا ہے۔ حقیقی سائیکلسٹ حقیقی سوار۔ حقیقی ڈرائیور اور حقیقی شوفر وہی ہے جو جس طرف کا عزم کر لیتا ہے۔ اس طرف اپنی سواری کو سیدھا لے جاتا ہے۔

شوکت صاحب تھانوی

نے سودیشی ریل پر ایک مزاحیہ مضمون لکھا تھا۔ ہمارے ملک کے مزاحیہ نویسوں میں ایک نقص ہے۔ کہ وہ عام طور پر پھکڑ ہوتے ہیں۔ مگر شوکت صاحب کے مضامین عام طور پر اس نقص سے پاک ہوتے ہیں۔ میں نے ان کے ایک مضمون میں صرف یہ رنگ پایا ہے اگر کسی اور میں ہو۔ تو میرے علم میں نہیں۔ بہرحال انہوں نے

سودیشی ریل

کا نقشہ کھینچا ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔ کہ گویا عالم خیال میں ہندوستانیوں کی حکومت ہو گئی ہے۔ اور اس کا نقشہ یوں کھینچتے ہیں۔ کہ

سٹیشن کا عملہ

گاڑی کا وقت نہیں بتاتا۔ بلکہ یہ کہتا ہے۔ کہ جب سواریاں

پوری ہونگی

ٹرین چلے گی۔ اور ریل کے جانے کی جہت بھی متعین نہیں کرتا۔ بلکہ یہ کہتا ہے۔ کہ جدہر کی سواریاں زیادہ ہونگی۔ ادہر ٹرین جائے گی۔ اسی طرح جب گاڑی چلنے

لگی ہے۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کوئلہ نہیں۔ اور اس وقت کوئلہ منگوایا جاتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ غرض انھوں نے ایسا

لطیف نقشہ

کھینچا ہے۔ کہ ہندوستانی کیریکٹر کو ننگا کر کے رکھ دیا ہے۔ یہ

ہندوستانی کیریکٹر

عزیزیت کے خلاف ہے۔ اور خدا کی جنت میں تو وہی اخل ہو سکتا ہے۔ جو خداتعالےٰ کے مشابہ ہو جائے۔ عزیزیت کا یہ مفہوم ہے۔ کہ سوچ سمجھ کر اقدام کریں۔ اور پھر خواہ جان جائے۔ آن جائے۔ آبرو جائے مال جائے پیچھے نہ ہٹیں اگر ہٹنا ہے۔ تو پہلے ہی آگے کیوں بڑھا جائے۔ بہت سے لوگ دنیا میں سودیشی ریل والا نظارہ دکھاتے ہیں کہ جدھر کی سواریاں زیادہ ہوئیں ادھر کا رخ کر لیا۔ یعنی جدھر فائدہ نظر آیا ادھر ہو گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ ہم احمدی ہو جاتے ہیں۔ ہماری شادی ہو جائے۔ ہمیں کام مل جائے۔ ہمارے گزارے کی کوئی صورت پیدا کر دی جائے۔ حالانکہ احمدیت کسی دوکان کا نام نہیں۔ بلکہ یہ تو مذہب ہے۔ مذہب کے متعلق ایسی باتیں کرنا سودیشی ریل والا نظارہ پیش کرنا ہے اس کے برعکس حقیقی ریل دیکھو جس نے ۱۰ بجے روانہ ہونا ہوتا ہے۔ کوئی سواری آئے یا نہ آئے وہ

وقت مقررہ پر

چل دے گی۔ تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ کہ مومن کو عزیز بننا چاہیئے۔ اگر وہ کسی عقیدہ کو قبول کرتا ہے۔ تو اپنے آپ کو اس کے لئے وقف کر دے۔ دھوکا بازی نہ کرے جس نے راستہ میں رہ جانا ہو۔ وہ پہلے ہی ساتھ کیوں چلے۔

پھر فرمایا

خداتعالےٰ حکمت والا

ہے۔ بعض لوگ ہوتے ہیں۔ کہ انہیں جب کسی کام پر لگایا جائے وہ عقل سے کام نہیں لینا چاہتے۔ اور یہ نہیں دیکھتے۔ کہ خدا کا ایک نبی اٹھتا ہے۔ اور اعلان کرتا ہے۔ کہ فلاں شخص یا قوم تباہ ہو جائے گی۔ لیکن مقررہ وقت آجاتا ہے اور ان پر کوئی تباہی نہیں آتی۔ اور پھر وہ اعلان کر دیتا ہے کہ ان لوگوں نے توبہ کر لی تھی۔ اس لئے بچ گئے۔ جس سے معلوم ہوا۔ کہ اللہ تعالےٰ بھی حکمت کے ماتحت رستہ بدلتا ہے۔ لیکن اس کی مثال ایسی ہوتی ہے۔ جیسے ایک انجینئر دیکھتا ہے۔ کہ رستہ میں ایک بلند پہاڑی ہے۔ جس کے اوپر سے سڑک یا پٹڑی گزارنے پر بہت خرچ آئے گا۔ تو وہ اس کے اندر سرنگ لگا کر رستہ بنا دیتا ہے۔ وہ اپنے مقصد کو نہیں چھوڑتا۔ ہاں رستہ کو بدل دیتا ہے۔ اس لئے مومن کو بھی

حکمت سے کام کرنا

چاہیئے۔ استقلال کا یہ تقاضا نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ جس بات پر آج عمل ہے۔ حالات بدلنے کے بعد بھی اسے نہ چھوڑا جائے۔ ایک شخص آج ہمارا دشمن ہے۔ اور کل وہ صلح کے لئے آتا ہے۔ تو یہ نہیں کہنا چاہیئے۔ کہ ہم مستقل مزاج ہیں۔ ہم اس سے صلح کیونکر کر سکتے ہیں۔ ایک شخص کی شادی ہو جاتی ہے۔ شادی سے پہلے وہ دونوں ایک دوسرے سے پردہ کرتے تھے۔ لیکن اگر اب بھی وہ کہیں۔ کہ ہم مستقل مزاج ہیں۔ پردہ کیوں ترک کریں۔ تو یہ حماقت ہوگی یا طلاق کے بعد بھی کہا جائے۔ کہ ہم اکٹھے رہیں گے۔ کیونکہ ہم مستقل مزاج ہیں۔ تو یہ بے ہودگی ہوگی۔ حضرت خلیفہ اول رضؓ سنایا کرتے تھے۔ کہ ایک مولوی کی بیوی بہت تیز طبع تھی۔ اس نے اسے طلاق دے دی۔ اور کہا گھر سے نکلو۔ مگر عورت نے کہا میں تو تمہاری بیوی ہوں نکلوں کس طرح۔ اس نے ہزار کوشش کی۔ مگر وہ نہ نکلی۔ آخر مولوی اسباب اٹھا کر دوسرے مکان میں چلا گیا۔ لیکن وہ بھی وہیں پہونچ گئی۔ آخر اس نے شہر چھوڑ دیا۔ اور لاہور یا کسی اور جگہ پہونچ کر مدرسہ جاری کر لیا۔ کئی سال وہ وہاں کام کرتا رہا۔ لیکن ایک صبح لوگوں نے دیکھا۔ کہ وہ اسباب وغیرہ باندھ کر

چلنے کی تیاری

کر رہا ہے۔ لوگوں نے وجہ دریافت کی۔ تو اس نے کہا کہ رات کیا دیکھتا ہوں۔ کہ میری سابقہ بیوی دیوار پھاند کر گھر میں داخل ہو رہی ہے۔ رات تو جوں توں کر کے گذاری۔ اب اس شہر کو بھی چھوڑنے کا ارادہ ہے۔ کہ اس سے نجات پاؤں۔

پس اس قسم کی ضد

حماقت کی علامت

ہے۔ یہ استقلال نہیں۔ استقلال اصول کی پابندی کا نام ہے اور ضد بے اصولے پن کی پابندی کا نام ہے۔ استقلال کا مطلب یہ ہے۔ کہ اپنے مقصود اور عقیدے کو نہ چھوڑے یہ نہیں۔ کہ دوست دشمن ہو جائے۔ تو پھر بھی اس سے دشمن والا ہی سلوک روا رکھے۔ اور دشمن دوست بن جائے۔ تو پھر بھی اسے دشمن ہی سمجھے۔ استقلال سے کام کرتے ہوئے جو تغیرات ہوں۔ ان کے ماتحت حکمت سے کام لینا بھی ضروری ہے جس طرح سواریوں کی زیادتی پر شاہجہان پور کی گاڑی کو دہلی لے جانا بے اصولا پن ہے۔ اسی طرح پٹڑی ٹوٹی ہوئی دیکھ کر ٹرین کو لے جانا بھی

وقت کی پابندی

نہیں۔ بلکہ حماقت کا کام کہلائیگا۔ دیکھو قرآن کریم میں لکھا ہے یہ کافر کبھی ایمان نہیں لائیں گے۔ لیکن کچھ عرصہ بعد خالد مسلمان ہو جاتے ہیں۔ اور تھوڑے دنوں بعد رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں

سیف من سیوف اللہ

کا خطاب دیدیتے ہیں۔ ابوسفیان منافقوں اور کافروں کا سردار تھا۔ مگر کلمہ پڑھ لیتا ہے۔ تو اس کی عزت کی جاتی ہے۔ پس مومن کو حکمت سے کام کرنا چاہیئے۔ سور کی طرح بغیر سوچے سمجھے سیدھے ہی نہیں چلے جانا چاہیئے۔ اگر

حکمت کے ماتحت

رستہ بدلنا پڑے۔ تو کوئی حرج کی بات نہیں۔ ہاں مقصود کو ہمیشہ سامنے رکھو۔ جو یہ ہے کہ خداتعالیٰ کی تسبیح اور پاکیزگی دنیا میں قائم ہو۔ اس کی راہ میں جو روکیں ہوں۔ انہیں دور کرو۔

چونکہ اب وقت نہیں ہیں اس تمہید پر آج کا خطبہ بند کرتا ہوں لیکن ختم کرنے سے پہلے ایک بات کہنی چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ آج مجھے

ایک شکایت

پہنچی ہے۔ اور پہلے بھی پہنچی تھی۔ کہ بعض پولیس والوں کے ساتھ بعض احمدیوں کا سلوک اچھا نہیں۔ شکایت کرنے والے کو تو میں نے کہا تھا کہ اس کی مثالیں پیش کرو۔ لیکن جماعت کو نصیحت کرنا چاہتا ہوں۔ کہ ہمارا اصل مقصد تبلیغ ہے۔ اور یہ کہ احمدیت دلوں میں قائم ہو جائے۔ اس کی وجہ سے اگر کوئی شخص ہم سے لڑتا ہے۔ تو ہمیں اس کی پروا نہیں۔ لیکن اگر وہ صلح کے لئے آتا ہے۔ تو چاہیئے کہ اگر وہ ایک قدم بڑھے تو ہم دو قدم اس کی طرف بڑھیں۔ اور

ہمارا رویہ

ایسا ہونا چاہیئے۔ کہ کسی حالت میں بھی ہم پر کوئی نکتہ چینی نہ کر سکے۔ ہمیں اپنے تمام اعمال میں پاکیزگی دکھانی چاہیئے۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا۔ کہ تم لوگ یہ کیوں نہیں سمجھتے۔ کہ یہ شکار ہے۔ جو شیر کے کچھار میں آیا ہے۔ ہم ان لوگوں تک کہاں اپنے تبلیغ پہنچا سکتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے ان کو یہاں بھیجدیا ہے۔ اور

خدا کے مہمان

کی قدر نہ کرنا اچھا نہیں۔ میں جانتا ہوں۔ کہ جس نے یہ اعتراض کیا ہے۔ وہ پھر بھی کہے گا۔ کہ احمدی ورغلانے لگے ہیں۔ مگر ہمارا کام یہ ہونا چاہیئے۔ کہ اعلےٰ اخلاق دکھائیں۔ اور اخلاق کی تائید میں اگر اعتراض بھی ہو۔ تو اسے برداشت کریں ہمیں حکم ہے۔ کہ مسافر سے حسن سلوک سے پیش آئیں۔ پس اس حکم

کے ماتحت ان لوگوں سے اچھا سلوک کرنا چاہیئے۔ لیکن احمدی کہلانے والے آوارہ گرد نوجوانوں کو ان سے ملنے کی اجازت نہیں ہونی چاہیئے۔ کیونکہ ویسے لوگوں کو بعض پولیس والے ساتھ ملا کر جھوٹ بلوا لیتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے کیا جا چکا ہے۔ ان کے سوا تجربہ کار اور دیندار لوگ ان سے ضرور ملا کریں۔ وہ اگر کوئی جگہ دیکھنے آئیں۔ تو دکھانے کے لئے ساتھ آدمی مقرر کر دیئے جائیں۔ اگر کوئی قرآن کریم یا دوسری دینی کتب پڑھنا چاہے تو اسے پڑھایا جائے۔ مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ ان میں سے بعض لوگ قرآن کریم پڑھتے بھی ہیں۔ یا گذشتہ پانچ سات روز ہوئے پڑھتے تھے۔ آج کا علم نہیں پس جو چاہیں ان کے لئے پڑھنے کا انتظام کرو۔ اور دنیوی آرام کے لئے جہاں تک ممکن ہو ان کی مدد کرو۔ جس امر پر آج ہمیں رنج ہے۔ وہ تو صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عزت پر حملہ کا سوال ہے۔ ورنہ ہم تو

دشمن سے بھی اچھا سلوک

کرنا چاہتے ہیں۔ ان لوگوں میں سے سارے بُرے نہیں ہیں۔ اگر ان سے سلوک اچھا نہ ہوا۔ تو پھر بے شک کہیں گے۔ کہ ہمارے مولوی ٹھیک کہتے تھے۔ کہ احمدی اچھے نہیں ہوتے احمدی واقعہ میں بُرے ہیں لیکن اگر نمونہ اچھا ہو۔ تو جس جگہ بھی یہ لوگ جائیں گے۔ تعریف کرینگے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں

ایک عرب سوالی

یہاں آیا۔ آپ نے اسے ایک معقول رقم دیدی۔ بعض نے اس پر اعتراض کیا۔ تو فرمایا یہ جہاں بھی جائیگا۔ ہمارا ذکر کرے گا۔ خواہ دوسروں سے زیادہ وصول کرنے کے لئے ہی کرے۔ مگر دور دراز مقامات پر ہمارا نام پہنچا دے گا۔ تو حسن سلوک تعریف کرواتا ہے۔ اس لئے پولیس والوں سے بھی حسن سلوک کرو۔ اگر ان میں سے کوئی کچھ پوچھتا ہے۔ تو یہ کیوں فرض کر لو۔ کہ جاسوسی کے لئے ہی آیا ہے۔ بلکہ اسے سمجھاؤ۔ کہ ہم سب کے خیر خواہ ہیں۔ اور ہمارے متعلق یونہی بدظنی کی جاتی ہے۔ اگر پانچ میں سے ایک کی سمجھ میں بھی یہ بات آجائے۔ تو یہ بہت اچھی بات ہے۔ پس اپنا رویہ

خدا تعالےٰ کی صفات

کے مطابق رکھو۔ پولیس والے ابوجہل سے بھی تو بُرے نہیں ہیں۔ اس لئے ان سے مایوس ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ ان سے ملو۔ اور انہیں بتاؤ۔ کہ ہمارے نزدیک افسری ماتحتی کوئی چیز نہیں۔ انسانیت کے لحاظ سے سب برابر ہیں۔ اور انسانی لحاظ سے ہمارے نزدیک ایک کمشنر اور ایک کنسٹیبل دونو برابر ہیں۔ ایک دفعہ ایک سپرنٹنڈنٹ پولیس چائے پر میرے ہاں آئے۔ ان کے ساتھ ایک سب انسپکٹر بھی تھے۔ میں نے کہا انہیں بھی بلا لیا جائے۔ اس پر مجھے بتایا گیا۔ کہ سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس نے یہ امر پسند نہیں کیا۔ میں نے کہا خیر یہ ان کی اپنی تفریق ہے۔ ورنہ ہمارے لئے تو سب برابر ہیں۔ ہاں نیکی کے لحاظ سے فرق ہو تو ہو۔ ورنہ سلوک ہمارا سب سے اچھا ہو گا۔ جو شخص کمشنر سے ڈر کر اس سے اچھا سلوک کرتا ہے۔ اور سپاہی سے اس لئے انسانیت کے ساتھ پیش نہیں آتا کہ وہ ۱۲-۱۹ روپیہ کا ملازم ہے۔ وہ

روپیہ کی عزت

کرنے والا ہو گا۔ انسانیت کی نہیں۔ پس چاہیئے۔ کہ ہمارا سب سے اچھا سلوک ہو۔ تا کوئی ہمارے متعلق بُرا اثر لے کر نہ جائے۔ چاہیئے۔ کہ یہ لوگ باہر جا کر کہیں کہ احمدی اچھے حاکم ہیں۔ ان میں ذاتی نیکی پائی جاتی ہے۔ وہ گواہی دیں۔ کہ احمدی بڑے عزیز ہیں مستقل مزاج ہیں۔ ہم نے ان میں سے بعض کو روپے دیکر پھسلانا چاہا۔ مگر کسی نے ہماری نہیں سنی۔ وہ حکیم ہیں۔ جو بات بھی کرتے ہیں ایسی کرتے ہیں۔ جس میں اپنا بھی اور غیروں کا بھی فائدہ ہو۔ یونہی دھینگا مشتی نہیں کرتے یہ نمونہ دکھاؤ۔ پھر دیکھو ان میں ہماری تبلیغ کس طرح ہوتی ہے۔ یہ نہ کرو۔ کہ بعض کی غلطیاں سب کی طرف منسوب کرو۔ ورنہ تم بھی انہی حکام کی طرح ہو جاؤ گے۔ جو کبھی تو جھوٹ بنا کر ہماری طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ اور کبھی ایک احمدی کی غلطی

ساری جماعت کی طرف

منسوب کر دیتے ہیں۔ جس کے ساتھ مخالفت ہو۔ اُسے بھی اس کے دائرہ میں محدود رکھو۔ پھر ہر شخص تمہاری تعریف کرے گا۔

یہ جو میں نے بیان کیا ہے۔ یہ تو تمہید تھی۔ بقیہ حصہ انشاء اللہ اگلے ہفتہ بیان کروں گا۔ اس وقت پھر یہ نصیحت کرتا ہوں۔ کہ

دنیا کو اخلاق سے فتح کرو

اخلاقی اعتراض کی زد بڑی سخت ہوتی ہے۔ توپوں اور گولیوں سے زیادہ اس بات کو اپنے لئے خطرناک سمجھو۔ کہ کہا جائے۔ کہ احمدی فریبی ہیں یا جھوٹ بولتے ہیں۔ اپنے

اخلاق سے ثابت کرو

کہ تم ہی وہ قوم ہو۔ جسے خدا تعالےٰ نے چن لیا ہے۔ جو

خدا تعالےٰ سے محبت

کرتی ہے۔ اور جس سے خدا محبت کرتا ہے۔

کمیٹی دارالانوار کے ضروری اعلانات

(۱) بروئے قواعد حصہ داران دارالانوار کو ماہ فروری ۱۹۳۵ء کی قسط ۲۵ روپے کے ساتھ ۴ روپے کی رقم اغراض مشترکہ کے لئے ارسال کرنا تھی۔ لیکن یہ رقم صرف چند احباب نے ارسال کی ہے۔ اس لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ جن احباب نے یہ رقم نہیں ارسال کی۔ وہ براہ مہربانی آئندہ ماہ مارچ کی قسط کے ساتھ ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔

(۲) جن احباب کرام پر پچاس فی صدی سے زائد رقم واجب ہے۔ اور انہوں نے اب تک ارسال نہیں کی۔ ان سے درخواست ہے۔ کہ وہ اپنی زائد رقم بواپسی ارسال فرمائیں۔ کیونکہ مالکان اراضی کو روپیہ ادا کیا جا رہا ہے۔ اور جن احباب پر ایسی رقم واجب ہے۔ ان کی خدمت میں دفتر دارالانوار کمیٹی سے بذریعہ خطوط بھی مطالبہ کیا جا رہا ہے۔

(۳) جن احباب پر کچھ رقم بقایا ہے۔ ان سے بھی درخواست ہے۔ کہ وہ اپنے بقایا کو صاف کر کے ممنون فرمائیں۔

(۴) انشاء اللہ تعالےٰ امید ہے کہ ماہ اپریل ۱۹۳۵ء سے حصہ داران دارالانوار کا قرعہ پڑنا شروع ہو جائیگا۔ بروئے قواعد جن احباب کا بقایا ہے۔ ان کا نام قرعہ میں نہیں ڈالا جائیگا۔ اس لئے بھی احباب کرام کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ اپنے بقائے کو خواہ وہ قلیل سے قلیل ہی کیوں نہ ہو۔ جلد سے جلد ادا کر دیں۔ تا آپ کا نام بوجہ بقایا ہونے کے قرعہ سے نہ رہ جائے۔ (خاکسار سکرٹری دارالانوار کمیٹی)

جماعت احمدیہ آنبہ کا جلسہ

جماعت احمدیہ آنبہ ضلع شیخوپورہ کا جلسہ ۳ و ۴ مارچ کو ہو گا۔ ارد گرد کی جماعتوں کو شامل ہو کر فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ

بچوں کی تعلیم و تربیت کے متعلق ضرورت

تمام ایسے احمدی احباب جن کو بچوں کی اعلیٰ تربیت اور عمدہ انتظام کے متعلق خاص علم ہو۔ وہ بطور مشورہ ضروری ہدایات سے مطلع فرمائیں لیکن وہ عام ہدایات نہ ہوں۔ اور نہ ہی ان تمام تجاویز کی ضرورت ہے جن پر عموماً بورڈنگوں میں عمل ہوتا ہے۔ اگر کوئی خاص بات ان کے ذہن میں ہو۔ تو اسی سے مختصراً اطلاع دیں۔ ایسے دوست جو تہجد گذار ہوں۔ بچوں سے محبت رکھنے والے اور تقوےٰ شعار ہوں۔ مستقل مزاج اور نرم طبیعت کے ہوں۔ ان کے متعلق بھی اطلاع دی جائے بچوں کی نگرانی کے لئے ایک ایسے آدمی کی ضرورت ہے۔ پرائیویٹ سکرٹری

جلسہ سالانہ پر جماعت احمدیہ میں شامل ہونیوالوں کی فہرست

خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کا کھلا ثبوت

احرار کے صدر مولوی حبیب الرحمن صاحب نے حال ہی میں جامع مسجد دہلی میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ گزشتہ ایک سال سے جماعت احمدیہ میں کوئی ایک شخص بھی داخل نہیں ہوا۔ اور اس بات کو جماعت احمدیہ کے مقابلہ میں احراریوں کی کامیابی کا ثبوت بتایا۔ حالانکہ یہ اتنا بڑا جھوٹ ہے جس کی کوئی حد نہیں۔ ہم اس بارے میں صدر احرار کو کھلا چیلنج دے چکے ہیں جس کی دونوں صورتیں یعنی منظور کرنا یا نامنظور کرنا صدر احرار کی کامل روسیاہی کا یقینی باعث ہے۔ اور اس سے پتہ لگ سکتا ہے۔ کہ ان لوگوں کو صداقت سے کتنا تعلق ہے۔ اب ہم گزشتہ ایک سال میں احمدی ہونے والوں کی نہیں۔ بلکہ صرف جلسہ سالانہ کے چند ایام میں بیعت کرنیوالوں کی فہرست کی پہلی قسط شائع کرتے ہیں۔ اس سے جہاں صدر احرار کی کذب بیانی اور دروغگوئی میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں رہ جاتا۔ وہاں خدا تعالیٰ کی اس نصرت اور تائید کا بھی ثبوت ملتا ہے۔ جو جماعت احمدیہ کو حاصل ہے۔ کہ مخالفین انتہائی زور صرف کر دینے احمدیوں کے لئے بے حد مشکلات اور مصائب پیدا کر دینے اور ہر قسم کا فتنہ و فساد کھڑا کر دینے کے باوجود احمدیت کی ترقی کو روک نہیں سکے۔ بلکہ وہ پہلے سے بھی زیادہ تیزی سے ہو رہی ہے۔

صرف یہی بات اس امر کا فیصلہ کرنیکے لئے کافی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک کونسی جماعت صراط مستقیم پر ہے۔ اور کون لوگ اس کی درگاہ سے راندے ہوئے ہیں۔

۱ محمد انور صاحب اجنالہ خورد ضلع منٹگمری
۲ سہراب صاحب خوشاب
۳ عبدالکریم صاحب ،
۴ نذر محمد صاحب ہوتی
۵ عبدالحمید صاحب دوالمیال ضلع جہلم
۶ محمد علی خان صاحب وکیل چارسدہ
۷ رحمت اللہ صاحب برجیاں خورد ضلع جالندھر
۸ محمد الدین صاحب مانک ، سیالکوٹ
۹ حسین شاہ صاحب جلہ آرائیاں ، ملتان
۱۰ عبدالرزاق صاحب دولت پور ، سیالکوٹ
۱۱ واحد بخش صاحب جلہ آرائیاں ، ملتان
۱۲ عبدالواحد صاحب لنگیری ، جالندھر
۱۳ عیسیٰ خان صاحب چیچہ وطنی
۱۴ محمد الیاس صاحب تندھی بلوچ ضلع مظفرگڑھ
۱۵ غلام محمد صاحب بگہ ضلع جالندھر
۱۶ شیخ محمد جمیل صاحب سیالکوٹ شہر
۱۷ یار محمد صاحب ہوتی
۱۸ محمد منصف صاحب سڑوعہ ضلع ہوشیارپور
۱۹ سلطان علی صاحب ، ، ،
۲۰ رحمت صاحب ، ، ،
۲۱ رحمت علی صاحب ، ، ،
۲۲ عبدالسلام صاحب ، ، ،
۲۳ راجہ سعید اکبر صاحب کہوٹہ ، راولپنڈی
۲۴ عزیز محمد صاحب موگہ
۲۵ رحیم بخش صاحب شاہدرہ ضلع شیخوپورہ
۲۶ ملک محمد الدین صاحب ، ، ،
۲۷ غلام عباس صاحب کبیر والہ ضلع ملتان
۲۸ خداداد صاحب ، ،
۲۹ میاں مولا بخش صاحب لودھر کرم سنگھ ضلع سیالکوٹ
۳۰ لطیف احمد صاحب بہاولپور
۳۱ فضل حق صاحب کوئٹہ
۳۲ شیخ نور محمد صاحب بھنڈی ضلع ڈیرہ غازیخان
۳۳ منشی غلام حیدر خان صاحب بغلانی ،
۳۴ میاں اللہ بخش صاحب مو ضلع ہزارہ ، ،
۳۵ فیروز علی صاحب داؤد ضلع سیالکوٹ
۳۶ چوہدری وزیر خان صاحب رودھ افغاناں ،
۳۷ حسن محمد صاحب ڈیریانوالہ ، ،
۳۸ محمد حسین صاحب ، ، ،
۳۹ سردار علی صاحب سندر گڑھ امرتسر
۴۰ سردار علی صاحب سندر گڑھ ضلع امرتسر
۴۱ برکت علی صاحب میانی ڈوگر ، سیالکوٹ
۴۲ غلام محمد صاحب ٹھٹھہ شمسہ ، گوجرانوالہ
۴۳ بہاول بخش صاحب چک ، ملتان
۴۴ الہ داد صاحب ، ،
۴۵ میاں ولی محمد صاحب پنڈی چری ، شیخوپورہ
۴۶ محمد شریف صاحب امرتسر
۴۷ ماسٹر نذیر احمد صاحب کوٹ قاضی شرقی ضلع گوجرانوالہ
۴۸ چوہدری محمد حسین صاحب چونڈہ ضلع سیالکوٹ
۴۹ نذیر حسین صاحب بجنند ، کیمل پور
۵۰ اولیاء خان صاحب بجنند ضلع کیمل پور
۵۱ علی محمد صاحب میانی ڈوگر ، سیالکوٹ
۵۲ فیض محمد صاحب ، ،
۵۳ سید نذیر حسین صاحب کھیوچک ، لائل پور
۵۴ مستری عبدالرحمن صاحب زیرہ
۵۵ محمد عبداللہ صاحب گاگانوالی ضلع سیالکوٹ
۵۶ چراغ دین صاحب مغرا ، سیالکوٹ
۵۷ سراج دین صاحب درگانوالی ، ،
۵۸ شیر محمد خان صاحب کوٹلی نتھو ملہی ضلع سیالکوٹ
۵۹ جیون صاحب ، ، ،
۶۰ فتح محمد صاحب کوٹلی نتھو ملہی ضلع سیالکوٹ
۶۱ غلام محمد صاحب ، ، ،
۶۲ دین محمد صاحب بدوملہی ، ،
۶۳ عبدالحفیظ صاحب اسلام آباد ، ،
۶۴ محمد صادق صاحب پسرور ، سیالکوٹ
۶۵ قمرالدین صاحب کہروڑ پکہ ، ملتان
۶۶ فقیر اللہ خان صاحب چندر کے منگولے ، سیالکوٹ
۶۷ میجر ملک محمد حسین صاحب دھونکل ، گوجرانوالہ
۶۸ علی محمد صاحب مدرسہ ، ،
۶۹ محمد علی صاحب برج ، ،
۷۰ محمد الدین صاحب چونڈہ ، سیالکوٹ
۷۱ چوہدری نور احمد صاحب ہٹھے منگے عرف ڈھولتے والہ ضلع فیروزپور
۷۲ عبدالحمید صاحب شاہدرہ ضلع شیخوپورہ
۷۳ شکرالدین صاحب ریاسی جموں
۷۴ عبدالرحمن صاحب فیروزپور چھاؤنی
۷۵ قریشی اصغر علی صاحب لاہور
۷۶ عطا محمد صاحب رکھ ۲۱۹ ضلع لائلپور
۷۷ سید محمد شفیع صاحب سیدانوالی ، سیالکوٹ
۷۸ سید انور حسین صاحب بی اے سٹوڈنٹ علی گڑھ
۷۹ رحمت علی صاحب چک پاکھر ضلع گوجرانوالہ
۸۰ خوشی محمد صاحب پریم کوٹ ،
۸۱ بہادر خان صاحب دلیل پور ضلع جہلم
۸۲ غلام محمد صاحب دوالمیال ، ،
۸۳ منشی بھولے خان صاحب دھنوا ، ہوشیارپور
۸۴ منشی عنایت محمد صاحب ، ، ،
۸۵ عبدالغنی صاحب پہلی پنچتارہ جموں
۸۶ غلام محمد صاحب ویکفیلڈ گنج لدھیانہ
۸۷ ملک عزیز احمد صاحب بدھنی ضلع ،
۸۸ سعید احمد صاحب ، ، ،
۸۹ احمد علی خان صاحب کریام ، جالندھر
۹۰ فقیر محمد صاحب جگراؤں ، لدھیانہ
۹۱ مولوی نذیر حسین صاحب دولکہ ، گجرات
۹۲ چوہدری محمد دیوان صاحب چونڈہ باجوہ سیالکوٹ
۹۳ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب محل پور ، گجرات
۹۴ چوہدری فضل احمد صاحب گکھڑ ، گوجرانوالہ
۹۵ علی احمد صاحب ، ، ،
۹۶ عبدالرشید صاحب کہوٹہ ، راولپنڈی
۹۷ چوہدری محمد اکبر صاحب کرتو ، شیخوپورہ
۹۸ عبدالرزاق صاحب لاہور

زیر صدارت جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب

مسئلہ جہاد پر ایک علمی مجلس میں تقریر

جناب قاضی محمد اسلم صاحب ایم۔ اے لیکچرار گورنمنٹ کالج کو اللہ تعالیٰ جزاءِ خیر دے۔ ان کی بدولت احمدی نوجوانوں کو بہت سی علمی مجلسوں میں شریک ہونے کا موقع ملتا رہتا ہے۔ ۱۷ فروری سرکل آف اسلامک سٹڈیز کا اجلاس احمدیہ ہوسٹل میں منعقد ہوا۔ اس سرکل کے مستقل پریذیڈنٹ تو جناب قاضی صاحب ہیں۔ مگر اس میٹنگ میں چونکہ خوش قسمتی سے جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب بیرسٹر نے شرکت فرمائی۔ اس لئے صدارت کے فرائض آپ نے سر انجام کئے۔ مولوی جلال الدین صاحب شمس نے مسئلہ جہاد پر فاضلانہ تقریر کی۔ آپ نے بتایا۔ یہ مسئلہ بے حد اہم ہے کیونکہ مخالفین اسلام کا یہ اعتراض ہے کہ اسلام جبر کے ذریعہ پھیلا۔ اس خیال کو بعض علماء نے جہاد کے غلط مفہوم سے تقویت دی ہے۔ اسلام کے معنی ہیں اپنی مرضی کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے تابع کر دینا اور یہ چیز جبر سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ جو دل سے اسلام کی صداقت کا قائل نہ ہو۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے منافق قرار دیا ہے۔ اور منافقوں کی سزا جہنم رکھی ہے۔ پھر آپ نے بتایا کہ اگر یہ عقیدہ رکھا جائے کہ اسلام نے جبر سے کام لینا جائز رکھا ہے۔ تو اس سے دنیا کا امن برباد ہو جائیگا۔ آپ نے قرآن کریم کی اس آیت سے لطیف استدلال کیا کہ من یشاء فلیومن ومن شاء فلیکفر۔ پھر آپ نے بتایا۔ کہ یہ بھی خیال پھیلا ہوا ہے کہ کسی نبی کا کافر حکومت کے ماتحت رہنا جائز نہیں۔ حالانکہ حضرت شعیبؑ۔ حضرت یوسفؑ حضرت لوطؑ اور حضرت مسیح علیہ السلام کافروں کی حکومت میں رہے۔ آپ نے جہاد کی لغوی تعریف کرنے کے بعد بتایا۔ کہ قرآن کریم میں جہاد کا لفظ کہیں بھی لڑائی کے معنوں میں استعمال نہیں ہوا۔

آپ نے بتایا کہ جہاد تین قسم کا ہے۔ (۱) اکبر (۲) کبیر (۳) اصغر۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جابر بادشاہ کے سامنے کلمۂ حق کہنا یہ جہاد اکبر ہے۔ ایک دفعہ ایک شخص نے عرض کیا۔ کہ حضور میں جہاد کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے پوچھا کیا تمہارے ماں باپ زندہ ہیں اس نے جواب دیا۔ ہاں آپ نے فرمایا تو ان کی خدمت کیا کر تیرے لئے یہی جہاد ہے

(۲) جہاد کبیر نہی عن المنکر اور امر بالمعروف ہے۔ پہلی دونوں قسم کے جہاد کا ہر وقت مومنوں کو حکم ہے۔ مگر تیسری قسم کے جہاد کے لئے بعض شرائط ہیں۔ جب تک وہ پوری نہ ہوں اس کی اجازت نہیں۔ وہ شرائط یہ ہیں۔

(۱) کافر مسلمانوں پر اس لئے حملہ کریں۔ کہ اسلام کا نام ونشان مٹا دیں۔ ایسے موقعہ پر دفاع کے لئے جنگ جائز ہے۔

(۲) حفاظت عزت کیلئے۔ مثلاً شعائر اسلامی کی بیحرمتی ہوتی ہو

(۳) اگر کوئی حکومت مذہب میں مداخلت کرے اور دین میں جبر کرے۔

آپ نے حضرت سید احمد صاحب بریلوی کا حوالہ سنایا کہ آپ سے کسی نے دریافت کیا۔ آپ سکھوں کے خلاف کیوں جہاد کرتے ہیں اور انگریزوں کے خلاف کیوں نہیں کرتے۔ انہوں نے جواب دیا۔ انگریز چونکہ مذہب اسلام میں مداخلت نہیں کرتے اس لئے ان کے خلاف جہاد جائز نہیں۔

اس کے بعد آپ نے جہاد کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا نقطہ نگاہ واضح فرمایا۔ چوہدری اسد اللہ خانصاحب بیرسٹر نے اہل مجلس کی چائے سے تواضع کی۔ اس کے بعد سوال جواب کا وقت تھا۔ خاکسار نے جہاد کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کے نقطہ نگاہ کی زیادہ وضاحت چاہی۔ جسے مولوی صاحب نے نہایت عمدگی سے پیش کیا۔ اور جناب چوہدری ظفر اللہ خانصاحب نے بھی نہایت فاضلانہ تقریر فرمائی۔ بعض غیر احمدی احباب نے بھی سوالات پوچھے مولانا شمس صاحب اور جناب چوہدری صاحب نے ان کے جوابات دئے۔

عبد الوہاب عمر

ملک معظم سے جماعت احمدیہ کی وفاداری کا ثبوت

جماعت احمدیہ اٹھوال ضلع گورداسپور ایک چھوٹی سی جماعت ہے۔ جس نے شہنشاہ معظم اور ملکہ معظمہ کی سلور جوبلی کے متعلق الفضل میں تحریک پڑھ کر اپنی وفاداری کا جو عملی ثبوت پیش کیا وہ حسب ذیل اطلاع سے ظاہر ہے۔ اور اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ اس جماعت کے مردوں اور عورتوں نے اپنی استطاعت کے مطابق جو آٹھ روپے اس تحریک میں دئے ہیں وہ آٹھ روپے نہیں۔ بلکہ آٹھ دلائل ہیں۔ ان ظالم حکام کے خلاف جو ایک وفادار جماعت کو غدار ثابت کرنے کی کوشش میں ہیں۔

مورخہ ۱۱ فروری بعد نماز مغرب جماعت احمدیہ اٹھوال کا جلسہ زیر صدارت چوہدری کریم بخش صاحب امیر جماعت منعقد ہوا۔ خاکسار نے احادیث نبوی پیش کر کے حاضرین کو بتایا کہ حکومت وقت کے ساتھ تعاون کرنا بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے عین مطابق ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اس بارے میں سخت تاکید فرماتے ہوئے عملی ثبوت بھی دیا ہے بعد ازاں ہز ایکسی لنسی گورنر صاحب بہادر پنجاب کی اپیل چندہ سلور جوبلی فنڈ پڑھ کر سنائی۔ حاضرین نے حکومت وقت کی وفاداری کا عملی ثبوت دیتے ہوئے اپنی بساط کے مطابق دلی مسرت کے ساتھ چندے دے کر یہ ثابت کر دیا۔ کہ جو لوگ جماعت احمدیہ کے خلاف گمراہ کن پروپیگنڈا کر کے جماعت کو حکومت کا باغی قرار دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ سراسر غلط اور دھوکہ دہی ہے۔ اسی طرح سکرٹری لجنہ اماء اللہ کے زیر اہتمام خواتین کا بھی جلسہ ہوا۔ جماعت ہذا کی خواتین چندہ میں مردوں سے بھی بڑھ گئیں۔ تمام چندہ جمع کر کے مورخہ ۱۳-۲-۳۵ کو خزانچی صاحب متعلقہ کی خدمت میں بذریعہ منی آرڈر بھیج دیا گیا ہے۔ جس کی میزان مندرجہ ذیل ہے

مردوں کا چندہ -/۱/۶ چندہ خواتین ۶/۶/۱

میزان -/۷/۸

خاکسار: محمد رمضان سکرٹری نیشنل لیگ جماعت احمدیہ اٹھوال ضلع گورداسپور

ضرورت

ایک جگہ ایک سب اسسٹنٹ سرجن کی ضرورت ہے۔ تنخواہ -/۵۰ روپے ماہوار ہوگی۔ خواہشمند احباب درخواستیں سر نامہ خالی چھوڑ کر بھجوا دیں۔

ناظر امور عامہ۔ قادیان

ایک غلط فہمی کی اصلاح

۲۱ فروری کے "الفضل" میں منٹگمری کے ایک شخص "سید سعادت علی شاہ" کے عیسائی ہونے کا ذکر کیا گیا ہے اس کے متعلق سید سعادت علی شاہ صاحب سب پوسٹ ماسٹر ڈاکخانہ منٹگمری کچہری تحریر فرماتے ہیں۔ کہ اس شخص کا ہم نام ہونے کی وجہ سے میرے عزیز احباب کو میرے متعلق غلط فہمی ہوئی ہے وہ ایک اور شخص ہے۔ ہم ان کی خواہش پر خوشی اعلان کرتے ہیں کہ ان کے متعلق اس قسم کی غلط فہمی کو قطعاً دل میں جگہ نہ دی جائے

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

اسمبلی میں ۲۲ فروری کو ریلوے بورڈ کے مطالبات زیر پیش ہونے پر مسٹر ڈیسائی نے ایک روپے کی تخفیف کی تحریک پیش کی۔ اور کہا کہ ریلیں عام لوگوں کے سرمایہ سے چلتی ہیں اس لئے اس کا انتظام کلیتہً ہمارے ہاتھ میں ہونا چاہیئے جب اس تحریک پر آرا لی گئیں۔ تو ۴۳ کے مقابلہ میں ۷۵ ووٹوں سے تحریک منظور ہو گئی۔

برما کونسل نے ۲۲ فروری کو ۳۸ کے مقابلہ میں ۵۶ ووٹوں کی موافقت سے یہ قرارداد پاس کی۔ کہ صدر کونسل کو عہدہ صدارت سے علیحدہ کر دیا جائے۔

ہوشیارپور سے ۲۲ فروری کی اطلاع مظہر ہے کہ ۲۱ فروری کو وہاں کے مقامی گورنمنٹ انٹرمیڈیٹ کالج کے مسلم طلباء نے ہڑتال کی اور جلوس نکالا۔ وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ ۲۰ فروری کو اس کالج کے ہندو مسلم طلباء میں لڑائی ہو گئی۔ جس پر پرنسپل نے ۵ مسلم۔ اور ۳ ہندو طلباء کو جرمانہ کی سزا دی۔

انٹی کمیونل ایوارڈ کانفرنس کے اجلاس میں جو ۲۱ فروری کو دہلی میں شروع ہوا۔ سردار سنت سنگھ صاحب ایم ایل اے نے ایوارڈ کے خلاف تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ کمیونل ایوارڈ کو بدلانے کی طاقت سکھوں میں موجود ہے۔ اور آج ہم آخری وقت میں اپنی قوم کو ایک جنگجو قوم کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں۔ اس کے بعد بھائی پرمانند صاحب نے ایوارڈ کے خلاف تقریر کرتے ہوئے کہا۔ میں تو صاف الفاظ میں کہتا ہوں۔ کہ میں فرقہ پرست ہوں اور ہندو قوم کا بھلا چاہتا ہوں

لاہور سے ۲۱ فروری کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ ڈائمنڈ جوبلی ٹیکنیکل سکول کے طلباء کی ہڑتال جو انہوں نے پانچ دن سے جاری کر رکھی ہے۔ ۲۲ فروری کو خطرناک صورت اختیار کر گئی۔ ہڑتالی طلباء نے پکٹنگ کر کے کسی طالب علم اور پروفیسر کو سکول کی حد میں داخل نہ ہونے دیا۔ جس کی وجہ سے پولیس کو بلانا پڑا۔

جرمنی کے وزیر مالیات کو برلن سے ۲۲ فروری کی اطلاع کے مطابق اختیار دیا گیا ہے۔ کہ وہ اصلاحی سکیموں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے جس قدر روپیہ قرض لینا چاہے لے سکتا ہے۔ ان اختیارات سے حکومت کا مقصد بیکاری کا استیصال کرنا اور خام اجناس کی پیداوار کو فروغ دینا ہے

حکومت پیراگوئے کی فوجوں نے اسکوگنسٹن کی ایک اطلاع کے مطابق گرینی شاکو پر حملہ کر کے چار سو سپاہیوں کو ہلاک اور متعدد کو گرفتار کر لیا ہے۔

ہندوستانی ریاستوں کے وزراء کے متعلق دہلی کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ وہ مجوزہ انڈیا بل اور فیڈریشن میں شامل ہونے کی شرائط پر غور و خوض کرنے کے لئے دہلی میں جمع ہوئے ہیں۔

حبش اور اطالوی فوجیں حبشہ کی سرحد پر زیادہ سے زیادہ تعداد میں جمع ہو رہی ہیں۔ شاہ حبشہ نے خونریزی سے بچنے کے لئے پیغام صلح بھیجا جو ٹھکرا دیا گیا۔ اسی طرح لیگ سے مداخلت کی درخواست کا بھی ان کو جواب نہیں ملا۔ اس لئے انہوں نے فوجوں کو جنگ کے لئے تیاری کے احکام نافذ کر دیئے ہیں۔

سر سکندر حیات خاں ۲۱ فروری کو لاہور سے کلکتہ روانہ ہو گئے۔ جو کہ آپ کے جدید دفتر کا مرکز ہے۔

الہ آباد سے ۲۱ فروری کی اطلاع مظہر ہے کہ شہر اندور کے متصل علاقہ میں ایک جگہ ۴۰ بم برآمد ہوئے۔ ابھی تک ان کا تجربہ نہیں کیا گیا۔ لیکن قیاس کیا جاتا ہے کہ یہ کسی خطرناک سازش کا پیش خیمہ ہے۔

مصطفیٰ کمال پاشا کے متعلق تازہ ترین اطلاع مظہر ہے۔ کہ وہ ایک بلقان لیگ کی بنیاد رکھنے والے ہیں تاکہ وسط یورپ کی سلطنتوں کے ساتھ مقابلہ کر سکیں۔

اسمبلی کے ۱۷ ارکان نے دہلی سے ۲۱ فروری کی اطلاع کے مطابق وائسرائے ہند کی خدمت میں ایک یادداشت کے ذریعہ ریلوے سروس میں مسلمانوں کی حق تلفیوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔

حکومت سوویٹ نے پیرس سے ۲۱ فروری کی اطلاع کے مطابق حکومت فرانس اور برطانیہ کو ایک یادداشت پیش کرتے ہوئے کہا ہے۔ کہ یورپ میں امن کا واحد ذریعہ دول فرنگ سے بلاتفریق و امتیاز ضمانت امن حاصل کرنا ہے۔ یادداشت میں برطانیہ اور فرانس کی تجاویز کا خیر مقدم کیا گیا ہے۔

کراچی سے ۲۱ فروری کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ نجف (عراق) اور مدینے کے درمیان خشکی کا راستہ جو ایک ہزار سال پہلے جاری تھا۔ اس کا دوبارہ افتتاح کیا گیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اس راستہ سے مدینہ تک پہنچنے کے لئے آٹھ دن صرف ہونگے۔

پنڈت جواہر لال نہرو اور عبدالغفار خان صاحب کو

امرت بازار پتریکا کے نامہ نگار لنڈن کی اطلاع کے مطابق ملک معظم کی سلور جوبلی کے موقعہ پر رہا کر دیا جائیگا عام سیاسی قیدیوں کی رہائی کی کوئی توقع نہیں۔

حکومت سوویٹ نے لنڈن سے ۲۲ فروری کی اطلاع کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔ کہ تجارتی قرضوں سے نجات حاصل کرنے کے لئے آئندہ سونا امریکہ کی بجائے لنڈن بھیجا جائے۔

والیان ریاست کا ایک اہم اجلاس بمبئی میں ۲۵ فروری سے شروع ہو گا۔ جس میں فیڈریشن میں شرکت کے متعلق آخری فیصلہ کیا جائے گا۔

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور نے
دفعہ ۱۴۴ کے خلاف درخواست مسترد کر دی

دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ کے خلاف ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب گورداسپور کی عدالت میں جو درخواست دی گئی تھی۔ وہ انہوں نے ۲۲ فروری کو مسترد کر دی چونکہ فیصلہ کی نقل ابھی نہیں مل سکی۔ اس لئے خلاصہ فیصلہ بعد میں دیا جائے گا۔

عطاء اللہ صاحب بخاری کے متعلق اخبار احسان نے لکھا ہے کہ لدھیانہ سٹیشن پر ریلوے کے ایک حادثہ میں کنپٹی پر معمولی چوٹ آئی۔

انگلستان کے انتخابات مانچسٹر گارڈین کے نامہ نگار کے ایک بیان کے مطابق وسط اکتوبر میں شائع ہو جائیں گے۔ ٹوری پارٹی اس کوشش میں ہے۔ کہ مسٹر میکڈانلڈ کی بجائے مسٹر بالڈون کو وزیر اعظم مقرر کیا جائے

سرگودہا میں آج کل سشن جج کی عدالت میں ایک مسلمان عورت کا مقدمہ پیش ہے۔ جسے اس کے خاوند نے دو سو سو روپے کے بدلہ ایک ساہوکار کے پاس رہن رکھ دیا تھا۔

پنجاب کونسل میں ۲۲ فروری کو بردہ فروشی اور بدکاری

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا۔ اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی